امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72 | مورخہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۲۲ء بروز سوموار | شمارہ نمبر 19

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ اسلام میں طلاق کا قانون اور اس کا فلسفہ
■ اصلاح کا عمل اپنے گھر سے شروع کریں
■ بڑھتی مہنگائی اور بے روزگاری
■ کشمیر کا تعلیمی نصاب سیاسی نظریات کی نذر
■ مغربی تہذیب کے راز ہوتے سائے
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، [illegible]

اسلامی قانون کی بنیاد

امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ

وہی قانون سب سے زیادہ پسندیدہ اور قابل قبول ہوسکتا ہے، جو معاشرہ کو اچھی اور اونچی قدروں سے آشنا کرانے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور جس میں فرد کو ایک دائرہ میں رہ کر آزادی اور ترقی کے مواقع حاصل ہوں۔

ایسا قانون وہی تیار کرسکتا ہے جو معاشرہ کی بنیاد، پچھلی تبدیلیوں اور آنے والے انقلابات کا صحیح علم رکھتا ہو اور جسے انسان کی قلبی کیفیات، ذہنی رجحان اور انفرادی نفسیات کا پورا اندازہ ہو، کوئی بھی انسان اپنی غیر معمولی ذہانت، وسیع تجربہ اور گہرے مطالعہ کے بعد بھی ہر فرد کی نفسیات، جذبات اور خواہشات کا پورا علم نہیں رکھتا اور نہ اسے ملک و معاشرہ کا اتنا وسیع علم ہوسکتا ہے، کہ وہ ماضی کے علم کے ساتھ مستقبل کی پوری واقفیت رکھے، اسی لئے انسانوں کے بنائے ہوئے تمام قوانین ٹوٹتے رہتے ہیں اور ہر نیا تجربہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی ناکامی کا اعلان کرتا رہتا ہے۔

انسانی قوانین کی ناکامی کی طویل تاریخ بتاتی ہے کہ قانون سازی انسان کے بس کی بات نہیں ہے، یہ اہم اور نازک کام وہی انجام دے سکتا ہے جو انسان اور معاشرہ کے متعلق نہایت ٹھوس اور گہرا علم رکھتا ہو، خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور نہ صرف انسان بلکہ پوری کائنات کا وجود اس کے ایک حکم کا نتیجہ ہے، وہ ہر چیز سے واقف، اس کی طلب سے آگاہ، اس کی ترقی کے راستوں کا جاننے والا اور تنزل کے وسائل سے باخبر ہے، پورا نظام کائنات اسی کے اشارے سے چلتا ہے، اسے نہ صرف ماضی اور حال کا علم ہے، بلکہ مستقبل کے ایک ایک حرف کو جانتا ہے، خدا تعالیٰ کی بے پناہ قدرت تمام موجودات کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ خدا کے حکم کو مانے اور کائنات کا گہرا علم اور وصف تخلیق کی بنیاد پر صرف خدا ہی اس پوزیشن میں ہے کہ انسان ہی نہیں بلکہ ساری کائنات کے لئے ایسا قانون بنائے جو ہر لحاظ سے مخلوق کے لئے مناسب اور سازگار ہو، اسی حقیقت کی طرف قرآن مجید نے رہنمائی کی ہے۔ الا لہ الخلق والامر (پارہ ۸ رکوع ۱۴) یعنی جس طرح پیدا کرنا خدا کا کام ہے اسی طرح حکم دینا بھی اسی کے شایان شان ہے۔

قرآن مجید نے اس حقیقت کو مختلف مقامات پر بیان کیا ہے، سورہ مومن میں ارشاد ہوا "فالحکم للہ العلی الکبیر" حکم صرف اس بلند و برتر کا حق ہے جسے "اللہ" کہتے ہیں۔ دوسرے کی کیا مجال کہ خدا کی مخلوق پر اپنا حکم چلائے؟ سورۃ یوسف میں فرمایا گیا "امر الا تعبدوا الا ایاہ" یعنی حق تعالیٰ کا اپنے بندوں کو حکم ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کریں، اس سے پہلے قرآن نے اس "امر" کی دلیل بھی بیان کردی "ان الحکم الا للہ" (پارہ ۱۲ رکوع ۱۵) کہ حکم دینا صرف اللہ کا حق ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی بتلایا گیا کہ "امر" میں شرکت اور تقسیم نہیں ہے یہ صورت حال کہ امر کا بعض حصہ خدا سے متعلق ہو اور بعض حصہ کسی اور سے، کسی طرح قابل قبول نہیں ہوسکتا قرآن نے کہا "ولا یشرک فی حکمہ احدا" (پارہ ۱۵ رکوع ۱۶) اس کے حکم میں کوئی شریک نہیں جس طرح وہ تنہا پیدا کرنے والا ہے اور تنہا پوری کائنات کا مالک ہے اسی طرح حکم اور امر بھی صرف اسی کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ احکام اسلامی قانون کی بنیاد ہیں یا دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی قانون کی عمارت کا ڈھانچہ حق تعالیٰ کے ان احکام کے مجموعہ سے بنا ہے جسے خالق نے اپنی مخلوق کی زندگی کو منضبط، پرامن اور مفید و کامیاب بنانے کے لئے دیا ہے۔

قانون سازی اور تشریع اسلامی لازمی طور پر دو قسم کی چیزوں سے مرکب ہوں گی، کچھ امور تو وہ ہوں گے جن کا بندوں سے مطالبہ کیا جائے گا اور بعض چیزیں وہ ہوں گی جن سے بندوں کو روکا جائے گا۔ پہلی صنف کو "اوامر" کہتے ہیں اور دوسری قسم "نواہی" کہلاتی ہے، ان دونوں کے لئے "معروف و منکر" کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اوامر اور معروف کا تعلق پیدا کرنے والے کی رضا سے ہے نواہی اور منکر کا سروکار اس کی نارضامندی سے ہے، بندہ کا کام یہ ہے کہ وہ اوامر کو بجا لا کر طاعت کا ثبوت دے اور نواہی و منکرات سے بچ کر حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کا حق ادا کرے۔

تشریع اسلامی کی اس تفصیل میں آ کر پھر قرآن ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ یہ اوامر و نواہی، معروف و منکر اور حلال و حرام بھی براہ راست حق تعالیٰ کی مرضی پر ہی موقوف ہے کسی دوسرے کو اس کا حق نہیں پہونچتا کہ وہ اپنی رائے سے کسی چیز کو معروف اور کسی کو منکر بنادے، بندہ اسی کو منکر کہے گا جسے خدا نے منکر بنایا ہے اور اسی کو معروف کہے گا جسے خدا نے معروف قرار دیا ہے۔ سورہ نحل میں ارشاد ہوا۔ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ

الکذب (پارہ ۱۴ رکوع ۲۱) کسی چیز کو حرام اور کسی چیز کو حلال ٹھہرانا صرف خدا کا حق ہے کوئی اس کا مجاز نہیں کہ وہ اپنی رائے سے حلال یا حرام ٹھہرا دے، انبیاء کرام جو صاحب شریعت ہوتے ہیں اور جنہیں حق تعالیٰ کی بھیجی ہوئی وحی کی بنیاد پر "تشریع" کا حق ہوتا ہے وہ بھی اپنی رائے سے خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو اعتقاداً و عملاً حرام نہیں کرسکتے۔

ایک موقع پر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وجہ سے "شہد" کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا تو آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک (تحریم پارہ ۲۸ رکوع ۱۹) اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے اسے کیوں حرام کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی جو حق تعالیٰ کا پیامبر ہے اور پھر معصوم ہے، اسے بھی اپنی رائے سے حلال و حرام اور معروف و منکر میں دخل اندازی کا حق نہیں پہونچتا، بندہ کے لئے صرف ایک راہ ہے اور وہ اتباع اور سمع و طاعت کی راہ ہے۔ سورۃ جاثیہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا اور فرمایا گیا: ثم جعلناک علی شریعۃ من الامر فاتبعھا ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون (جاثیہ پارہ ۲۵ رکوع ۱۸) پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقہ پر لا کھڑا کیا، پس آپ اسی طریقہ کی پیروی کریں اور جاہلوں کی خواہشات پر نہ چلیں۔ اور تمام امت محمدیہ کو اتباع کا حکم دوسرے انداز میں دیا گیا۔ ارشاد ہوا اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء. تمہارے رب نے جو قانون تم پر اتارا ہے اس پر چلو اور خدا کو چھوڑ کر دوسرے اولیاء کی پیروی نہ کرو۔ (اعراف پارہ ۸ رکوع ۸)

بہر حال حکم اور امر صرف اللہ ہی کے لئے ہے اور قانون سازی اور تشریع کا حق بھی صرف اسی کو پہنچتا ہے، اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کی رضامندی کا علم انسان کو وحی کے ذریعہ ہوا، جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئیس (۲۳) سالوں تک آتی رہی، اس وحی کے ذریعہ حق تعالیٰ کے احکام و اوامر کا اجمال ہمارے سامنے آسکا، اور ہمیں وہ اصول معلوم ہو سکے جن سے انسان اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں ہر ملک اور ہر زمانہ میں قیامت تک رہنمائی حاصل کرسکتا ہے، لیکن اجمال و اصول فروع و جزئیات سے مستغنی نہیں کرسکتے۔ بالخصوص اگر عام انسانوں کو سامنے رکھا جائے، اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ اوامر و احکام عمل کے لئے ہیں، تو جب تو ہر اجمال کی تفصیل اور ہر اصول کے ضمن میں فروع و جزئیات کا بیان ضروری ہے اور اسی لئے "تشریع اسلامی" اور "قانون شریعت" کی ترتیب و تدوین کا سوال سامنے آتا ہے۔ اس تھوڑی سی بنیادی بحث کے بعد "قانون شریعت" کی تعریف حسب ذیل عبارت سے کی جاسکتی ہے۔

"انسانی زندگی کو منضبط، پرامن اور مفید و کامیاب بنانے کے لئے قواعد و ضوابط کا ایسا مجموعہ جو حق تعالیٰ کے امر اور اس کی رضامندی کے پیش نظر مرتب کیا گیا ہو "قانون شریعت" ہے۔ اب اگر اسلام کے نام پر قانون سازی کی جائے تو اس قانون کی ہر دفعہ کا رشتہ حق تعالیٰ کے حکم اور اس کی رضامندی سے مربوط ہونا چاہئے اور ایسی کوئی تشریع اسلامی نہیں کی جاسکتی جس میں امر خداوندی سے بے نیاز ہو کر محض اپنی رائے سے ضوابط مرتب کئے گئے ہوں، انہیں اصول کے تحت ہمارے اسلاف نے "تشریع اسلامی" کا فریضہ انجام دیا ہے جسے ہم "فقہ" اور "اصول فقہ" کے نام سے جانتے ہیں، حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فقہاء کی جماعت پیدا کی۔

اچھی باتیں

"دلوں میں فرق آ جائے تو یاد رکھیں، ملتے جلتے ہیں لیکن سب بے کار ہو جاتی ہیں۔ اپنی حد میں رہنا سیکھو، پانی حد سے بڑھ جائے تو طوفان (سیلاب) بن جاتا ہے، انسان حد سے بڑھ جائے تو شیطان بن جاتا ہے۔ کوئی تالا بغیر چابی کے نہیں ہوتا اور کوئی مشکل ایسی نہیں ہوتی جس کا حل نہ ہو۔ انسان کی ایک کمزوری ہے کہ وہ کسی کی تعریف نہیں کرتے ہیں جو اس کی کمی ہیں اور کوئی بھی سے نہیں دیتے۔"
(حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

"ہندوستانی مسلمانوں کے ووٹ کی ضرورت ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں کو ہے، مگر مسلمان کسی کے لیے بھی قابل قبول نہیں ہیں، کیوں کہ اگر ان کی چاپلوسی کا الزام لگ گیا تو اکثریتی طبقہ ناراض بھی ہوسکتا ہے۔ گذشتہ چند برسوں میں جتنے بھی انتخابات ہوئے ان میں سیاسی پارٹیوں نے مسلمانوں سے دوری بنائی ہے، آپ یہ بھی مشاہدہ کر رہے ہوں گے کہ سیاسی پارٹیوں کے مسلم لیڈران اب پہلی صف میں نظر نہیں آ رہے ہیں۔"
(انقلاب ۱۷ مئی ۲۰۲۲ء، شاد عالم اصلاحی)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

بلاضرورت فون پر کسی کا وقت ضائع نہ کیجئے

’’اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو، جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، امید ہے کہ تم خیال رکھو گے‘‘ (سورہ نور، آیت: ۲۷)

مطلب: شریعت نے مہذب اور شائستہ زندگی گذارنے کے کچھ بنیادی اصول اور ضابطے بتلائے ہیں تاکہ معاشرتی زندگی میں کوئی ناہمواری نہ پیدا ہو، بہت سے سنجیدہ لوگ اپنے اوقات کو منظم کرتے ہیں پھر کام شروع کرتے ہیں، اب اگر کوئی بغیر اطلاع واجازت کے کسی کے یہاں چلا گیا تو اس کی وجہ سے ان کا پورا نظام الاوقات درہم برہم ہو جائے گا، اس لئے جب کسی کے یہاں جائیں تو پیشگی اجازت لے لیں، اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جس وقت وہ ملاقات کے لئے طلب کریں گے وہ اپنے کو فارغ رکھیں گے اور کھل کر گفتگو کریں گے، اس کا طریقہ یہی ہے کہ پہلے سے وقت کی تعیین کے ساتھ فون یا ای میل کے ذریعہ آنے کی اجازت طلب کرلی جائے اور ملاقات کا مقصد بھی واضح کردیا جائے تاکہ دوسرے کا ذہن پہلے سے اس مقصد کے لئے تیار ہو جائے اور جب بات مکمل ہو جائے تو تضییع اوقات سے بچتے ہوئے واپس آجائیں، بہت سے لوگ بغیر اجازت کے گھر پہونچ جاتے ہیں اور دروازہ کھٹکھٹاتے رہتے ہیں، اگرچہ اضطراری حالت میں اس کی گنجائش ہے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ پہلے سے ملاقات کے لئے وقت متعین کرلیں اور جب اجازت مل جائے تو دروازہ کی ایک جانب اس طرح کھڑے ہوں کہ اندر کے لوگ نظر نہ آئیں، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر جاتے تو دروازہ کے سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے دائیں یا بائیں کھڑے ہوتے تھے، ویسے موجودہ دور میں گھروں پر آواز دینے کے لئے بیل (گھنٹی) لگائی جاتی ہے تو اس بیل کو بجانا بھی دستک دینے کے درجے میں ہے لیکن بار بار آواز دے کر یا بیل بجا کر صاحب خانہ کو پریشان نہیں کرنا چاہئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تین دفعہ اجازت طلب کی جائے اور اجازت نہ ملے تو واپس ہو جاؤ، اسی طرح جب کسی کو فون کریں تو جن سے بات کرنی ہے ان کے اوقات کا پاس ولحاظ کریں، ہوسکتا ہے کہ گفتگو کرنے والا کسی دوسرے ضروری کاموں میں مشغول ہو یا اس کا کوئی متعین پروگرام ہو تو اس وقت بھی احتیاط برتیں، اسی طرح غیر مناسب وقت میں کسی کو فون نہ کریں مثلاً صبح سویرے فجر سے پہلے یا آدھی رات کے بعد فون کرنا ادب کے خلاف ہے، وہ وقت عام طور پر راحت وآرام کا ہوتا ہے، اس سے نیند میں خلل واقع ہوتی ہے، ہاں اگر کسی ناگہانی حادثہ یا معاملہ کی اطلاع دینی ہے اور اس کے لئے اگلے کو فی الفور خبر کرنی ضروری ہے تو یہ ایک اتفاقی معاملہ ہے، ویسے بھی عام طور پر بے وقت جب فون کی گھنٹی بجتی ہے تو وہ کسی نہ کسی حادثے کا عندیہ ہی ہوتا ہے، لیکن عام حالات میں اس سے گریز کرنا چاہئے، محترم ڈاکٹر مصطفیٰ محمد طحان نے اپنی تصنیف آداب وسلوک فی الاسلام میں فون کے استعمال کرنے کے آداب میں لکھا کہ ’’اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ضروریات پورا کرنے اور اپنا وقت بچانے کے لئے فون کی نعمت سے نوازا ہے، ہم اس کو غیر ضروری کاموں میں استعمال نہ کر کے رحمت کے بجائے زحمت نہ بنائیں، اس کو بے کار استعمال میں نہ لایا جائے اور دوسروں کو اس کے ذریعہ تکلیف دینے سے بچا جائے بہرحال آیت میں دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ اجازت لینے کے بعد جب گھر میں داخل ہوں تو گھر کے لوگوں کو سلام کریں، اسی طرح اگر آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اس کو بھی داخل ہوتے وقت سلام کرنا چاہئے، اگر ہم سب ان آداب کی رعایت کریں تو معاشرہ وسماج سے لے کر گھر تک کا ماحول خوشگوار ہوگا اور سب کو امن وعافیت کے ساتھ زندگی گذارنے کا موقع ملے گا۔

ذکر واوراد اور دعاؤں میں قوت تاثیر ہے

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک درخت ملا، جس کے پتے زرد ہو رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصا سے حرکت دی اور پتے گرنے لگے تو آپ نے فرمایا ’’الحمد لله وسبحان الله ولا اله الا الله والله اكبر‘‘ پڑھنے سے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑ گئے‘‘ (ترمذی شریف)

وضاحت: جب کوئی بندہ مومن بارگاہ رب العالمین میں اخلاص وتواضع اور خشوع وخضوع کے ساتھ ذکر واذکار اور دعائیں کرتا ہے، دست سوال دراز کرتا ہے تو رب کائنات اس کو اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لیتا ہے اور اس کے جائز مقاصد پوری فرماتا ہے، کیونکہ ذکر ودعاؤں میں اللہ نے بڑی تاثیر رکھی ہے، خود اللہ نے فرمایا: ’’اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ‘‘ تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا گویا اس سے اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور جب قربت حاصل ہو جاتی ہے تو مضطر انسان کو قلبی سکون مل جاتا ہے، یہ نعمت ماضی کی امتوں کو نہیں ملی تھی، یہ صرف اس امت کی خصوصیات میں شامل ہے جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ میری امت کو تین چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو اس سے قبل صرف نبیوں کو ملی ہیں جس میں ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے تو ان سے فرماتا ہے تم دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور اس امت سے بھی فرمایا کہ تم دعا کرو میں قبول کروں گا، گویا اس امت کے نوازشات میں سے ہے کہ دعا کا بھی حکم دیا اور قبولیت کا بھی بلاشرط وعدہ فرمایا اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات ودن میں مختلف اوقات کے لئے مختلف دعائیں امت کو بتلائیں اور خود بھی ان پر عمل کیا، ان میں بعض دعائیں ایسی ہیں جو صبح وشام پڑھنے کی تلقین فرمائی اور بعض ایسی ہیں جو کسی ناگہانی مصیبت وپریشانی کے وقت پڑھنے کی تاکید کی اور کچھ دعائیں ایسی بھی ہیں جن کے پڑھنے کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، جب یاد آجائے پڑھتے رہے، کام کاج میں لگے اس وقت بھی پڑھئے، چنانچہ مذکورہ حدیث میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کے پتوں کو زرد دیکھا اور آپ نے اپنے عصا مبارک سے حرکت دی تو وہ پتے جھڑنے لگے گویا مثال سے سمجھایا کہ جس طرح یہ پتے گر رہے ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص ’’الحمد لله وسبحان الله ولا اله الا الله والله اكبر‘‘ کا برابر ورد کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمائیں گے اور اس کے مقام ومرتبہ کو بلند کریں گے، لیکن دعاء بے دلی سے نہ کریں، بلکہ حضور قلب واخلاص کامل ہونا ضروری ہے ورنہ اگر زبان سے دعا کی اور دل ادھر ادھر کے خیالات میں بھٹکا رہا تو وہ دعا قبول نہیں ہوں گی۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

۳؍یا۵؍ماہ بعد شوہر کی وفات کا علم ہو تو عدت کیسے گزارے گی؟

س: ایک عورت کو شوہر کی وفات کا علم تین یا پانچ ماہ کے بعد ہوا تو اب وہ عدت کیسے گزارے گی؟

ج: عدت کا تعلق وفات سے ہے خبر واطلاع سے نہیں، لہذا جس دن شوہر کا انتقال ہوگیا اسی دن سے عدت شروع ہوچکی ہے، اب اگر تین ماہ کے بعد شوہر کی وفات کی خبر ملی اور بیوی حاملہ نہیں ہے تو چونکہ تین ماہ عدت کے گزر چکے ہیں صرف ایک ماہ دس دن باقی رہ گئے ہیں، اس لئے بیوی ایک ماہ دس دن ہی عدت کے ایام گزارے گی اور اگر پانچ ماہ کے بعد شوہر کی وفات کی خبر ملی ہے تو عدت چونکہ ختم ہوچکی ہے،، اس لئے مزید عدت گزارنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ دونوں صورتیں اس وقت ہیں جبکہ بیوی حاملہ نہ ہو، اگر حاملہ ہو وضع حمل کے ذریعہ عدت گزارے گی:

”ومبدأ العدة بعد الطلاق والموت يعنى ابتداء عدة الطلاق من وقته وابتداء عدة الوفاة من وقتها سواء علمت بالطلاق والموت أو لم تعلم، حتى لو لم تعلم ومضت العدة فقد انقضت“ (البحر الرائق: ۴؍۱۴۴)

رخصتی سے قبل شوہر کی وفات پر عدت

س: ایک لڑکی جس کا نکاح ہوا لیکن رخصتی نہیں ہوئی اور نہ ہی میاں بیوی کے درمیان کبھی تنہائی ہوئی، البتہ فون پر باتیں ہوتی رہی ہیں، اسی درمیان شوہر کا ایک حادثہ میں انتقال ہوگیا، کیا اس پر عدت وفات لازم ہوگی؟

ج: صورت مسئولہ میں مذکورہ لڑکی پر عدت وفات (چار ماہ دس دن عدت) گزارنا لازم وضروری ہے، اگرچہ رخصتی اور زوجین کے درمیان تنہائی ویکجائی نہ ہوئی ہو:”عدة الحرة فى الوفاة اربعة اشهر وعشرة ايام سواء كانت مدخولا بها أولا، مسلمة او كتابية تحت مسلم صغيرة او كبيرة أو آيسة وزوجها حر او عبد حاضت فى هذه المدة أو لم تحض ولم يظهر حبلها كذا فى فتح القدير“ (الهندية: ۱؍۵۲۹)

حمل ساقط ہونے سے عدت گزرنے کا حکم

س: ایک خاتون جو حاملہ تھی شوہر نے اس کو طلاق دیدی، طلاق کی خبر سن کر اس کو بے حد صدمہ میں اس کا حمل ساقط ہوگیا حمل تین ماہ کا تھا، تو اب اس کی عدت پوری ہوگئی یا پھر کیسے عدت گزارے گی؟

ج: بہت افسوسناک معاملہ ہے، بہرحال حمل اگر چار ماہ کا ہو تو اس کے ساقط ہونے سے عدت پوری ہو جاتی ہے، لیکن یہاں حمل تین ماہ کا ہے، لہذا اس کے ساقط ہونے سے عدت پوری نہیں ہوگی، بلکہ تین حیض کے ذریعہ عدت گزارنی ہوگی:”(قوله وضع حملها)... فى البحر عن المحيط انه لايستبين الا فى مائة وعشرين يوما وفيه عن المجتبىٰ ان المستبين بعض خلقه يعتبر فيه اربعة اشهر الخ“ (رد المحتار: ۵؍۱۹۰)

وشرط انقضاء هذه العدة ان يكون ماوضعت قد استبان خلقه فان لم يستبين خلقه راسا بأن اسقطت علقة أو مضغة لم تنقض العدة“ (هندية: ۱؍۵۲۹)

کیا بیوی پر عدت طلاق واجب ہوگی جبکہ شوہر دو سال سے جدا ہو

س: شوہر دو سال سے سعودیہ میں ہے، فون پر بیوی سے دوران گفتگو بحث ومباحثہ ہوا اور اسی میں تین طلاق دیدی تو کیا ایسی صورت میں بیوی پر عدت لازم ہوگی، جبکہ دو سال سے دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں؟

ج: عدت کا مقصد استبراء رحم (رحم کے خالی ہونے) کے ساتھ ساتھ رشتہ نکاح کے ختم ہونے پر حزن وملال اور افسوس کا اظہار بھی ہے، لہذا صورت مسئولہ میں اگرچہ زوجین ایک دوسرے سے دو سالوں سے علیحدہ ہیں پھر بھی طلاق کی صورت میں بیوی پر عدت طلاق گزارنا لازم وضروری ہے:”ثلاث حيض كوامل... فالاولىٰ لتعرف براْة الرحم والثانية لحرمة النكاح“ (الدر المختار) قوله فالاولىٰ الخ بيان لحكمة كونها ثلاثا مع ان مشروعية العدة لتعرف براْة الرحم اى خلوه عن الحمل وذالک يحصل بمرة فبين ان حكمة الثانية لحرمة النكاح اى لاظهار حرمته“ (رد المحتار، باب العدة: ۵؍۱۸۲)

عدت طلاق کے دوران شوہر کی وفات ہو تو عدت...

س: ایک آدمی جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے رکھا تھا بیوی عدت میں تھی اسی درمیان اس کا انتقال ہوگیا تو کیا اب وہ عدت وفات گزارے گی؟

ج: عدت طلاق کے دوران شوہر کے انتقال کی صورت میں عدت کی چند شکلیں بنتی ہیں:

(۱) اگر بیوی حاملہ ہے تو وضع حمل کے ذریعہ ہی دونوں عدت ایک ساتھ ختم ہو جائے گی۔

(۲) اگر ایک یا دو طلاق رجعی کی عدت کے دوران شوہر کا انتقال ہوا ہو تو ایسی صورت میں عدت طلاق کالعدم ہو جائے گی اور از سر نو چار ماہ دس دن عدت وفات گزارے گی۔

(۳) اگر شوہر نے طلاق بائن دی ہو یا تین طلاق دے دی ہو جس کی عدت کے دوران شوہر کا انتقال ہوا ہو تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر شوہر نے مذکورہ طلاق بیوی کے مطالبہ پر دی ہو یا حالت صحت میں دی ہو تو ایسی صورت میں اس پر عدت وفات نہیں ہے، وہ اپنی طلاق کی عدت ہی پوری کرے گی اور اگر حالت مرض میں طلاق دی ہو اور اسی مرض میں شوہر کا انتقال ہوگیا ہو تو بیوی ابعد الاجلین یعنی عدت طلاق اور عدت وفات میں جس کی مدت لمبی ہو اس سے عدت گزارے گی:”اذا طلق امراته ثم مات فان كان الطلاق رجعيا انتقلت عدتها الى عدة الوفاة سواء طلقها فى حالة المرض أو الصحة وانهدمت عدة الطلاق وعليها أن تستأنف عدة الوفاة فى قولهم جميعا الخ“ (بدائع الصنائع: ۳؍۲۰۰)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 19 مورخہ ۲۱رشوال المکرم ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳رمئی ۲۰۲۲ء روز سوموار

سری لنکا کا بحران-منظر پس منظر

سری لنکا ایک چھوٹا سا ملک ہے، ہندوستان کے نقشے میں چھوٹا سا جو لٹکا ہوا نظر آتا ہے وہی سری لنکا ہے، سری لنکا کی اہمیت ہندوؤں کے نزدیک ہندوستانی دیو مالائی روایات کے مطابق سیتا جی کے اغوا کی کہانی سے جڑے ہونے کی وجہ سے ہے، راون، ہنومان، رام اور سیتا اس کہانی کے مرکزی کردار ہیں اور جس لڑائی کی وجہ سے سونے کی لنکا کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا تھا، اس کا مظاہرہ ہر سال ''راون دہن'' کے ذریعہ ہر چھوٹے بڑے شہر اور گاؤں میں کیا جاتا ہے، ہندوستان اور سری لنکا کے درمیان رام تالاب کی کھدائی کا نزاع بھی قدیم ہے، یہاں ہندوستانی نژاد تامل اور سری لنکا کے سنہالیوں کے درمیان خون ریز لڑائیاں ہوتی رہی ہیں، یہ لڑائیاں ۱۹۸۳ء سے ۲۰۰۹ء تک جاری رہیں، راجیو گاندھی نے اپنے دور حکومت میں ایک موقع سے سری لنکا میں ہندوستانی فوج بھیج دیا تھا، جس کی پاداش میں لبریشن ٹائیگرز آف تامل ایلم (LTTE) نے ۲۱رمئی ۱۹۹۱ء کو ایک انتخابی ریلی کے موقع سے سری پرم بدور میں خاتون خودکش بم بار کے ذریعہ راجیو گاندھی کا دردناک قتل ہوا تھا اور ہندوستان ایک اچھے لیڈر سے محروم ہو گیا تھا۔

سری لنکا ۱۸۱۵ء سے برطانیہ کی نو آبادی تھی، اسے ۴رفروری ۱۹۴۸ء میں آزادی نصیب ہوئی، یہاں سنہالیوں کی آبادی ۹ء۷۴رفی صد اور تاملوں کی ۲ء۱۱رفی صد ہے، مذہب کی بنیاد پر یہاں کی آبادی کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہاں بدھسٹوں کی آبادی ۲ء۷۰، ہندوؤں کی ۶ء۱۲رمسلمانوں کی ۷ء۹ راور عیسائیوں کی ۴ء۷رفی صد ہے، سری لنکا کا پورا نام ڈیموکریٹک سوشلسٹ ری پبلک ہے، گذشتہ ستر سالوں میں وقفے وقفے سے دائیں اور بائیں بازو کے درمیان یہاں کی حکومت ادلتی بدلتی رہی ہے، سری لنکا فریڈم پارٹی کی بنیاد بندرانا ٹیکے نے ڈالی تھی، تین سال انہوں نے حکومت بھی کی پھر انہیں قتل کر دیا گیا، یہاں سری ما بندرانا ئیکے نے ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۷ء تک حکومت کی، ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۹ء تک بارہ سالہ اقتدار جے وردھنے کے پاس رہا، وزیر اعظم کی حیثیت سے ملک کی باگ ڈور ایک سال اور صدر کی حیثیت سے گیارہ سال ان کے ہاتھ رہی، بائیں بازو کی یونائیٹیڈ نیشنل پارٹی کے قائد کی حیثیت سے چندریکا کمارا تنگا نے ۱۹۹۴ء سے ۲۰۰۰ء تک بحیثیت صدر کام کیا اور وزیر اعظم ان کی والدہ رہیں، ۲۰۰۶ء میں ایک بڑی تبدیلی یہ ہوئی کہ سری لنکا فریڈم پارٹی کی قیادت جندریکا کے ہاتھ سے نکل کر مہندرا راج پکشے کے ہاتھ آ گئی اور اس وقت سے سیاست میں پکشے خاندان کا عروج شروع ہوا، اور دھیرے دھیرے یہ سری لنکا کا سب سے باوزن، با اختیار اور با اثر خاندان بن گیا، ۲۰۱۸ء میں یہ خاندان پھر سے برسر اقتدار آ گیا اور اتفاق سے دو حقیقی بھائی یہاں کی سیاست پر قابض ہو گیے، وزیر اعظم مہندا راج پکشے اور صدر گوبا با راج پکشے کے ساتھ اسی خاندان کا ایک فرد وزیر خزانہ بھی بن گیا، اور انہوں نے بھاجپا کی طرح وہاں اکثریت کے ووٹوں کی سیاست شروع کر دی؛ تاکہ ان کا اقتدار دیر تک باقی رہے، جس نے حکومت کی مخالفت میں کچھ لکھا یا بولا اسے گولی ماردی گئی، یا اسے مجبور ہو کر ملک بدر ہو جانا پڑا، لاسنتا وکرما تنگے، پکشے حکومت پر تنقید کرتے رہتے تھے انہیں گولی ماردی گئی، بدھسٹ مذہبی پیشواؤں نے حلال گوشت کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا، عوامی مقامات پر برقع پہن کر جانے پر پابندی لگادی گئی، مسجدوں پر حملے کیے گیے، ہندوستان کے یونیفارم سول کوڈ کی طرح وہاں کی حکومت نے ''ایک ملک ایک قانون'' کی ترتیب کے لیے جو کمیٹی بنائی اس کی قیادت مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے والے شخص '' گالا گوداتا گنانا سارا'' کو سونپ دی گئی، ملک کی معیشت بدحال ہوتی رہی اور حکومت سنہالیوں کو بدھ ازم کی گولیاں دے دے کر سلاتی رہی، سنہالی خوش تھے کہ ملک بدھسٹ بن رہا ہے، اور دوسرے مذاہب کے لوگ دوسرے درجہ کے شہری بنتے جا رہے ہیں، جیسا کہ ہندوستان کے غیر مسلم اور فرقہ پرست سوچتے ہیں، آخر میں نوبت یہاں تک پہونچی کہ ملک کنگال ہو گیا، اب لوگ روٹی کے لیے پریشان ہیں، جنگی شروع گئی، ضروری غذائی اجناس اور پٹرول وڈیزل خریدنے کے لیے مارکیٹ میں روپے نہیں رہے، اس لیے، پیٹ کی آگ باہر نکل کر عمارتوں تک منتقل ہو گئی ہے، وزیر اعظم کی رہائش گاہ پر حملے ہوئے، ایک وزیر کی خودکشی کی خبر بھی سوشل میڈیا پر آ رہی تھی، حالات اس قدر خراب ہوئے کہ پوری کابینہ کو مستعفی ہو جانا پڑا، اور وزیر اعظم مہندا راج پکشے کو استعفٰی کے بعد زندگی بچانے کے لیے اپنے خاندان کے ساتھ کولمبو سے سینکڑوں میل دور ٹرنکوں مالی کے ایک بحری اڈہ میں پناہ گزیں ہو جانا پڑا، اور صدر گوٹ بابا راج پکشے نے نئے وزیر اعظم تہتر سالہ سیاسی رہنما رانیل وکرما سنگھے کا تقرر کیا، یہ پانچ بار پہلے بھی مختلف موقعوں پر وزیر اعظم رہ چکے ہیں، لیکن المیہ یہ ہے کہ یہ یونائیڈ نیشنل پارٹی (UNP) کے اکلوتے رکن ہیں، اس لیے اکثریت ہاؤس میں ثابت کرنا ان کے لیے آسان نہیں ہوگا، کرم سنگھے نے ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۴ء، ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۴ء، ۲۰۱۵ء سے ۲۰۱۸ء اور ۲۰۱۸ء سے ۲۰۱۹ء تک بحیثیت وزیر اعظم ملک کی خدمت کی ہے، وہ ۱۹۹۴ء سے یو این پی کے قائد ہیں، ۱۹۹۴ء سے ۲۰۰۱ء اور ۲۰۰۴ء سے ۲۰۱۵ء تک حزب مخالف کے لیڈر رہے ہیں، ان کے پاس سری لنکا کی سیاست وقیادت کا طویل تجربہ ہے، اس کی وجہ سے لوگوں کو امید ہے کہ وہ سری لنکا کو موجودہ بحران سے نکالنے میں کامیاب ہوں گے، یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ان کے پاس نہ عصائے موسوی ہے اور نہ علاؤ الدین کا چراغ کہ وہ اس کی مدد سے جلد حالات پر قابو پا سکیں، صدر نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ حکومت میں نوجوانوں کو موقع دیا جائے گا، اور نئی حکومت میں پکشے خاندان کا کوئی فرد شامل نہیں ہوگا۔

سری لنکا چین کے قرض میں سر سے پاؤں تک ڈوبا ہوا ہے، بڑا علاقہ اس کے پاس لیز پر ہے، امریکہ سری لنکا میں چین کی بڑھتی سرگرمیوں کا مخالف ہے، ہندوستان بھی اس معاملہ میں امریکہ کی رائے سے اتفاق کرتا ہے، کیونکہ چین سے ہندوستان کے تعلقات زمانہ دراز سے خراب ہیں، اور اب بھی وہ ہندوستان کو وقفے وقفے سے آنکھ دکھاتا رہتا ہے، وہاں کی معیشت کے برباد کرنے میں پکشے برادران کا بڑا ہاتھ رہا ہے، ۲۰۱۸ء میں برسر اقتدار آنے کے بعد تاجروں کو خوش کرنے کے لیے ٹیکسوں میں بھاری کمی کر دی گئی، چین کے قرضوں کا بوجھ بڑھتا چلا گیا، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ سے سری لنکا نے جو قرض لیا تھا اس کے ویلو ایڈیڈ ٹیکس (VAT) کو مالیاتی فنڈ نے بڑھا کر گیارہ فی صد سے پندرہ فی صد کر دیا، پیداوار میں کمی آئی تو بجٹ کا خسارہ بڑھنے لگا اور قرض کی مقدار بھی بڑھتی چلی گئی، اس وقت ملک کا قرض جی ڈی پی کا ڈیڑھ سو فی صد ہے، ایسے میں اب اسے قرض دینے کو کوئی تیار نہیں، بعض ملک انسانی بنیادوں پر مدد کر رہے ہیں، جن میں ایک ہندوستان بھی ہے، جنوری ۲۰۲۲ء سے اب تک ہندوستان تین ملین امریکی ڈالر سے مدد کر چکا ہے۔ لیکن وہاں کے اقتصادی بحران پر قابو پانے کے لیے دوسرے ملکوں کو بھی آگے آنے کی ضرورت ہے۔

سری لنکا کے موجودہ حالات ذرا تفصیل سے اس لیے پیش کیے گیے کہ ہندوستان بھی تیزی سے سری لنکا کی طرح اقتصادی بحران کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے، یہاں بھی اسی اور بیس فی صد کا نعرہ لگا کر ہندوتوا کے راہ پر ایک خاص مذہب کے لوگوں کو ڈالا جا رہا ہے اور یہاں کی بڑی اکثریت مطمئن ہے کہ ملک ہندو راشٹر کی طرف بڑھ رہا ہے، اور اقلیتوں کو دوسرے درجہ کا شہری بنانے کے لیے منصوبہ بند انداز میں کام ہو رہا ہے، یہی سب کچھ سری لنکا میں ہو رہا تھا، لیکن جب آگ لگی تو پورا ملک اس کی زد میں آ گیا، خانہ جنگی روکنے کے لیے وکرم سنگھے کو جو محنت کرنی پڑ رہی ہے، اس سے کہیں زیادہ ہندوستان کو قابو میں رکھنے کے لیے کرنی پڑے گی، کیوں کہ ہندوستان بہت بڑا ملک ہے، سری لنکا کی آبادی تو صرف سوا دو کروڑ ہے، ہندوستان کی کثیر آبادی کا اس سے موازنہ کیا ہی نہیں جا سکتا، اس لیے ہندوستانی قیادت کو سری لنکا کے حالات سے سبق لے کر اپنا قبلہ کعبہ درست کر لینا چاہیے، ورنہ

ع-کسی دیوار نے سیل جنوں روکا نہیں اب تک

گیان واپی مسجد کا معاملہ

گیان واپی مسجد کے معاملہ کو سروے کے نام پر بنارس کی مقامی عدالت نے جس تیزی سے آگے بڑھایا تھا اور فوارہ کی پائپ کو ''شولنگ'' قرار دے کر وضو خانہ کو سل کر دیا تھا اور نمازیوں کی تعداد بیس (۲۰) افراد تک محدود کر دی تھی سپریم کورٹ نے اپنے عبوری فیصلے میں ان تمام پابندیوں کو ختم کر دیا ہے، اور فوارہ کی جگہ کو نشان زد مقام قرار دے کر تحفظ فراہم کرنے کی ہدایت دی ہے، فیصلے کے مطابق نماز بھی پڑھی جاتی رہے گی اور وضو خانہ بھی سل نہیں ہوگا، منگل کو مقامی عدالت نے اپنے ہی مقرر کردہ کورٹ کمشنر اجے مشرا کو اس کے عہدے سے ہٹا دیا ہے، اب کمشنر وشال سنگھ اور ایڈوکیٹ کمشنر اجے پرتاپ سنگھ رپورٹ تیار کر کے ۱۹رمئی کو عدالت میں پیش کریں گے۔

سپریم کورٹ میں مسلم فریق کے وکیل حذیفہ احمدی نے جس طرح بحث کی، وہ قابل ستائش ہے، اس مقدمہ میں یوپی حکومت نے بھی ابتدائی طور پر دلچسپی نہیں دکھائی، مدعی کے وکیل ہرشنکر جین اسپتال میں داخل ہو گیے تھے، یوپی حکومت کی طرف سے وکیل تشار مہتہ پیش ضرور ہوئے، لیکن انہوں نے عدالت کو بتایا کہ ان کے پاس مقدمہ سے متعلق کاغذات نہیں ہیں، اگلی سماعت مین کیا ہوگا، کچھ کہنا مشکل ہے، لیکن اس عبوری فیصلے سے مسلمانوں نے وقتی طور پر ہی سہی راحت کی سانس لی ہے، انجمن کے جوائنٹ سکریٹری ایس ایم یاسین کے مطابق اذان نماز وقت پر ہو رہی ہے، اللہ کرے یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے اور فرقہ پرستوں کی جانب سے اسے دوسری بابری مسجد بنانے کا منصوبہ ناکام ہو، ۱۹۹۱ء کے مذہبی مقامات کے تحفظ سے متعلق قانون پلیس آف ورشپ ایکٹ کے تحت عدالت کو ایسی کسی بھی عرضی پر سماعت سے فی الفور انکار کرنا چاہیے؛ کیوں کہ اس قانون میں تمام عبادت گاہوں کو ۱۹۴۷ء کی پوزیشن پر باقی رکھنے کی بات کہی گئی ہے، اگر عدالتیں ایسا کرتیں تو گیان واپی مسجد کے سروے اور متھرا کی عیدگاہ کا مسئلہ پہلے مرحلہ میں ختم ہو جاتا، لیکن عدالت نے سماعت کی گنجائش اور فیصلے کی روایت قائم کر کے اس دروازہ کو کھول دیا ہے اور اس کھلے دروازے سے فرقہ پرست طاقتیں ہماری عبادت گاہوں کو برباد کرنے کے لیے عرضیاں داخل کر رہی ہیں، جو انتہائی افسوس ناک ہے۔

بہار میں اسکولوں کی صورت حال

حکومت بہار کی یہ کارکردگی قابل ستائش ہے کہ سال رواں میں پورے ملک کی بہ نسبت سب سے زیادہ دو ہزار نو سو پینتالیس نئے سرکاری اسکول یہاں کھولے گئے، ۲۰-۲۰۱۹ء میں یہ تعداد بڑھ کر پچہتر ہزار پانچ سو چپن ہو گئی ہے، نجی طور پر چلائے جانے والے اسکولوں کی تعداد ۲۰-۲۰۱۹ء میں سات ہزار چھ سو تیس تھی جو اب سات ہزار نو سو تیس ہو گئی ہے، یہ اعداد و شمار محکمہ تعلیم کی ذیلی اکائی یونی فائیڈ ڈسٹرکٹ انفارمیشن سسٹم فار ایجوکیشن (UDISE) کی ۲۱-۲۰۲۰ء کی رپورٹ سے ماخوذ ہے۔ سرکاری اسکول کھولنے کے اعتبار سے راجستھان دوسرے نمبر پر ہے، وہاں گیارہ سو ترپن (۱۱۵۳) نئے اسکول کھولے گئے، نجی اسکولوں کے قیام میں بہار چوتھے نمبر پر ہے، جب کہ اتر پردیش میں دو ہزار نو سو اکانوے نئے نجی اسکول کھولے گئے جو ملک کی مختلف ریاستوں میں کھولے گئے اسکولوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ تلنگانہ میں تین سو پینتیس اور مدھیہ پردیش میں صرف تین سو گیارہ اسکول ہی کھولے جا سکے، البتہ بہار میں اسکولی اساتذہ کی تعداد گھٹی ہے، کیوں کہ نئی بحالیاں اتنی بڑی تعداد میں نہیں ہو سکیں، کورونا کی وجہ سے پرائمری اسکولوں میں داخلے بھی کم ہوئے۔ ۲۰-۲۰۱۹ء دو کروڑ ترپن لاکھ بچوں نے داخلہ لیا تھا، جو گذشتہ سال کے مقابلے ایک کروڑ پچہتر لاکھ کم ہے۔ ۲۱-۲۰۲۰ء میں اس میں کچھ سدھار ہوا، چنانچہ دو کروڑ چھیاسٹھ لاکھ بچے بچیوں نے داخلہ لیا، بہار میں درمیان میں تعلیم چھوڑ دینے (ڈراپ آؤٹ) کی تعداد میں بھی کمی آئی ہے، پرائمری اسکولوں میں یہ تعداد ۳ء۲ فی صد سے گھٹ کر صفر پر پہونچ گئی ہے، ثانوی اسکولوں میں یہ تعداد ۹ء۸ فی صد سے گھٹ کر ۸ء۲ فی صد پر آ گئی ہے، جب کہ ہائی اسکول میں یہ تعداد ۴ء۲۱ فی صد سے گھٹ کر ۶ء۱۷ فی صد ریکارڈ کی گئی ہے، ماہرین تعلیم کا کہنا ہے کہ ڈراپ آؤٹ کا معاملہ اب بھی بہار کے لیے افسوسناک ہے، اس سلسلے میں حکومت کو ضروری اقدام کرنے چاہیے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا رحمت اللہ فاروقی رحؒ

قومی آواز کے سابق سب ایڈیٹر مولانا رحمت اللہ فاروقی نے ۱۳؍مئی ۲۰۲۲ء مطابق ۱۲؍شوال ۱۴۴۳ھ شب جمعہ ۲؍بجے اس دنیا کو الوداع کہا، نماز جنازہ اسی دن بعد نماز جمعہ فضل الٰہی مسجد منڈولی جوشی کالونی مشرقی دہلی میں، ان کے بڑے داماد مولانا گوہر امام قاسمی امام شاہی سنگی مسجد پھلواری شریف پٹنہ نے پڑھائی، دو ماہ قبل اہلیہ نے آخرت کا سفر اختیار کرلیا تھا، اس لیے اب پس ماندگان میں تین لڑکیاں اور دو لڑکے عظمت اللہ تابش اور حشمت اللہ ہیں، بڑی لڑکی رافعہ صالحاتی امارت شرعیہ کے قاضی نور الحسن میموریل اسکول میں لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر بحیثیت معلمہ مامور ہیں، اور اچھی خدمت کر رہی ہیں، ایک لڑکی غیر شادی شدہ ہے، جب کہ عظمت اللہ تابش اردو صحافت اور حشمت اللہ تاریخ سے دلچسپی رکھتے ہیں اور اس میدان میں مطالعہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مولانا رحمت اللہ فاروقی بن محمد سعید بن شیخ سعود (م ۲۰۰۱ء) بن شیخ نصرت ولادت ۲۳؍اپریل ۱۹۵۳ء کو موجودہ ضلع سمستی پور کے گاؤں رحیم پور ٹولہ چاند چور میں ہوئی، ابتدائی تعلیم کے بعد انہوں نے اتر پردیش کی مختلف تعلیم گاہوں کا رخ کیا حفظ قرآن کان پور کے کسی مدرسہ سے کیا، پھر جامعہ فاروقیہ صبر حد جون پور تشریف لے گیے، ثانویہ تک کی تعلیم یہاں پائی، ۱۹۶۸ء میں مدرسہ عالیہ فتح پوری میں داخل ہوئے، نصاب کی تکمیل مدرسہ امینیہ دہلی سے کرنے کے بعد سند فراغ حاصل کیا۔

۱۹۷۰ء میں انہوں نے پنجاب یونیورسیٹی کے ذریعہ ادیب عالم اور ادیب فاضل، اور منشی فاضل بھی کیا، ۱۹۷۸ء میں وہ روزنامہ الجمعیۃ کے ادارتی عملہ سے منسلک ہوگئے، اس زمانہ میں ناز انصاری اس کے ایڈیٹر تھے، الجمعیۃ میں رہ کر انہوں نے ناز انصاری سے صحافت کے رموز سیکھے، ناز انصاری کہا کرتے تھے کہ مولانا فاروقی جیسا شریف النفس اور باریک بیں انسان میری نظر سے دوسرا نہیں گذرا۔

مولانا پانچ بھائیوں میں محمد عطاء اللہ مرحوم، محمد ثناء اللہ، محمد ضیاء اللہ اور حافظ محمد نصر اللہ سے چھوٹے تھے، آپ کی نانی ہال محمد پور کواری، تاج پور موجودہ ضلع سمستی پور تھی، نانا شیخ محمد نسیم صاحب تھے، شادی عبدالودود صاحب (م ۲۰۰۰) بن محمد اسحاق مرحوم ساکن بھنگواں نزد گھی بنگھرا سمستی پور کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔

مولانا مرحوم کو صلاحیتوں اور اسناد کے بڑھانے کا بہت شوق تھا، چنانچہ انہوں نے علی گڈھ مسلم یونیورسیٹی سے انگریزی لے کر گریجویشن اور ۱۹۸۷ء میں دہلی یونیورسٹی سے فارسی میں ایم اے کیا، انگریزی سے اردو ترجمہ کرنے کی صلاحیت ان کی مضبوط تھی، فارسی میں بعض علمی کاموں میں وہ قاضی سجاد حسین صاحب کے مساعد رہے، ۱۹۸۷ء میں قومی آواز سے منسلک ہوے، اور جب تک قومی آواز نکلتا رہا وہ پوری امانت داری کے ساتھ اس کی خدمت کرتے رہے، ۲۰۱۰ء میں انہوں نے معصوم مرادآبادی کی ادارت میں شائع ہونے والے روزنامہ ''جدید خبر'' کو اپنی خدمت پیش کی اور نیوز ایڈیٹر کے طور پر برسوں کام کرتے رہے، وہ اپنی صحافتی صلاحیت اور خدمات سے اخبار کے عملہ اور مالکان کے محبوب نظر تھے، انہوں نے کئی لوگوں کی صحافتی تربیت بھی کی، جو بعد میں نامور صحافی ہوگیے۔

صحافت کے علاوہ ان کی دلچسپی کا دوسرا بڑا میدان اردو کا فروغ تھا، اس کے لیے وہ خود بھی طلبہ کو اردو پڑھاتے، اپنی جیب خاص سے کتابیں خرید کر دیتے، اردو کے حوالہ سے ان کی خدمات کا دائرہ جُھگی جھونپڑی سے لے کر اعلیٰ افسران تک پھیلا ہوا تھا، انہوں نے بہت سارے غیر مسلموں کو بھی اردو سے روشناش کرایا اور ان میں لکھنے پڑھنے کی صلاحیت پیدا کی، ان کو اس کام کی وجہ سے سچا مجاہد اردو کہا جا سکتا ہے۔ ان کو کام سے دلچسپی تھی، باتیں بنانا، دوسروں کے گِلے شکوے کرنا انہیں نہیں آتا تھا، ان کی ذات میں بظاہر کوئی کشش نہیں تھی، مولویانہ وضع قطع کے ساتھ پہلی ملاقات میں وہ کسی کو متاثر نہیں کرتے تھے، اصل میں شخصیتیں دو قسم کی ہوتی ہیں، ایک وہ جو پہلی ملاقات میں ہی سامنے والے کے قلب وجگر پر چھا جاتی ہیں، ایسے لوگوں کو انگریزی میں ڈائنا مک پرسن کہتے ہیں، دوسری قسم ان لوگوں کی ہوتی ہے، جن کی شخصیت کا جادو پہلی ملاقات میں اثر انداز نہیں ہوتا، لیکن کچھ دن ساتھ رہنے پر ایسا اثر انداز ہوتا ہے، جس کو سر چڑھ کر بولنا کہتے ہیں، مولانا فاروقی کی شخصیت کا تعلق دوسری قبیل سے تھا، جب کوئی ان کے ساتھ دو چار روز رہ لیتا تو ان کے اخلاق واقدار اور شفقت ومحبت کا ایسا اسیر ہوتا کہ اس سے نکلنا مشکل ہو جاتا۔

وہ خود شعر نہیں کہتے تھے، لیکن تک بندی اور پیروڈی کرنا خوب جانتے تھے، ہزاروں اشعار ان کی حافظہ کی گرفت میں تھے اور وہ جب چاہتے اپنی تحریر اور گفتگو میں ان کا برمحل اور برجستہ استعمال کرتے، اس طرح ہندی اور انگریزی الفاظ کے متبادل کی طرف بھی ان کا ذہن فوراً منتقل ہوتا، ان کی اس صلاحیت سے ان کے رفقاء خوب فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔

مولانا کے مزاج میں قناعت پسندی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی وہ لوگوں کی مالی مدد بھی خوب کیا کرتے، کبھی کسی قرض دار سے واپسی کا تقاضہ کرتے اور وہ اپنا دکھڑا لے کر بیٹھ جاتا تو اسے مزید قرض دے دیتے۔

مولانا رحمت اللہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے، انسانی اور مؤمنانہ صفات ان کی زندگی کا لازمہ تھا، موت تو وقت پر ہی آتی ہے اور عمر طبعی بھی ہو چکی تھی، لیکن بچھڑنے پر جدائی کا غم تو ہوتا ہی ہے بلکہ کسی کسی کی جدائی تو سوہان روح بن جاتی ہے، مولانا مرحوم سے جو لوگ قریب تھے ان کے لیے یہ غم سوہان روح ہے۔ اللہ سب کو صبر دے اور مرحوم کی مغفرت فرمائے آمین۔

کتابوں کی دنیا ✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

بچوں کی کتابیں تعارف وتذکرہ

ڈاکٹر محمد عطا حسین انصاری (ولادت یکم نومبر ۱۹۶۲ء) بن عابد حسین انصاری بن منیر کا قلمی نام عطا عابدی ہے، خاصے پڑھے لکھے ہیں، یعنی ایم اے اردو پی ایچ ڈی ہیں، ان کی شناخت اہل علم میں اچھے شاعر، بہترین نثر نگار عمدہ صحافی اور قابل قدر منتظم کی ہے، وہ ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۶ء تک ماہنامہ افکار ملی کے سب ایڈیٹر رہے اور اب بھی درجن بھر رسائل سے ان کی صحافتی وابستگی برقرار ہے، ایک درجن ایوارڈ اپنے نام کر چکے ہیں، آئینہ عقیدت، عکس عقیدت، بیاض، مطالعہ سے آگے، افکار عقیدت، نوشت نوا، زندگی، زندگی اور زندگی، مناظر مذکر ومؤنث کے، خوشبو خوشبو نظمیں اپنی، شعر اساس تنقید، دریچے سے، سقوط ماسکو اور ترقی پسند ادب چھپ کر مقبول ہو چکی ہیں، تین کتابیں خود ان پر لکھی جا چکی ہیں، غیر مطبوعہ اور زیر ترتیب کتابوں کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے، ''بچوں کی کتابیں- تعارف وتذکرہ'' بہار کے حوالہ سے ان کی تازہ ترین تصنیف ہے، جو ادب اطفال سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بڑے کام کی چیز ہے، کتاب کا انتساب بڑا پیارا ہے، ''ہمارے آپ کے بچپن کے نام، ہمارے آپ کے بچوں کے نام''، کتاب کے آغاز میں پانچ مضامین ادب اطفال کے حوالے سے شامل ہیں، یہ کتاب؛ دو لفظ، ادب اطفال؛ ایک تاثر، بچوں کی تربیت میں ادب کا وسیلہ، انسانی اقدار اور نصابی ادب اطفال، بچوں کی کتابیں: چند اور باتیں، معلوماتی، تحقیقی اور چشم کشا ہیں، اس کے بعد چھیانوے (۹۶) ایسے مصنف، مؤلف اور مرتب کا تذکرہ کیا گیا ہے، جنہوں نے اطفال کے لیے کچھ بھی لکھا ہو، یہ مضامین مواد کی دستیابی کے اعتبار سے مفصل اور مجمل ہیں، ان میں بہت سارے غیر معروف ہیں اور بچوں کے لیے لکھی جانے والی ان کی کتابوں سے ہم پہلی بار متعارف ہوئے ہیں، دراصل متعارف، غیر متعارف، معروف اور غیر معروف کا تعلق بڑی حد تک مطالعہ کرنے والے کی ذات سے ہوتا ہے، وہ جن کو پہلے سے جانتا ہے اسے متعارف اور معروف سمجھتا ہے اور جن سے واقفیت پہلے سے نہیں تھی، ان کو غیر معروف کی فہرست میں ڈال دیتا ہے، عطا عابدی صاحب نے کسی کے ساتھ کوئی امتیاز نہیں برتا ہے اور ایک جامع کتاب تصنیف کر ڈالی ہے، اور اس کا مقصد ان کی اپنی تحریر میں یہ ہے کہ

''ان مضامین اور بچوں کی کتابوں کے تذکرے کے پس پردہ بچوں کے لیے لکھنے والوں اور تعلیمی تربیتی منصوبہ بنانے والوں کے سامنے صالح افکار واقدار کی بنیاد پر بچوں کے نشو ونما کے لیے ایک سمت ورفتار کی نشاندہی مقصود ہے، کتابیں اپنے آپ میں اہم نہیں ہوتیں، کتابوں کو اہم بناتی ہیں وہ اہم باتیں جو ان کا حصہ ہوتی ہے'' (صفحہ ۱۱)

بچے خاندان کے پھول ہوتے ہیں، ان کا چُلبلا پن گھروں میں زندگی کی رمق دوڑاتا ہے، لیکن بچوں کی حرکات وسکنات کو بچپن پر محمول کر کے جس طرح چھوڑ دیا جاتا ہے، اسی طرح بچوں پر لکھی گئی کتابیں نظر انداز ہوتی رہی ہیں، حالاں کہ ادب اطفال کے ذریعہ بچوں کی اخلاقی تربیت کی جاسکتی ہے، اور اس کے ذریعہ بچوں کی ذہنی اٹھان اور دماغی تشکیل میں بڑی مدد مل سکتی ہے، بلکہ ملتی رہی ہے، ایک زمانہ میں غنچہ، شگوفہ، نور وغیرہ بچوں کی توجہ کا مرکز رہا کیے ہیں، لیکن موبائل اور جدید دور میں ان رسائل سے بچوں کی دلچسپی کم ہوگئی ہے، اب انہیں موبائل پر گیم کھیلنے سے فرصت نہیں ہوتی اور کومکس پڑھنے سے تھوڑی دلچسپی رہ گئی ہے، جن کی کہانیاں عموماً انگریزی سے مستعار ہوتی ہیں اور مغرب کی بہت ساری خامیاں بچوں کے دل ودماغ میں بھر کر مشرقی اطوار واقدار سے اسے دور کرتی ہیں، اس لیے ادب اطفال میں ایسی چیزوں کو پیش کرنا چاہیے، جو بچوں کی دلچسپی کے ساتھ اس کی ذہنی تربیت کا فریضہ بھی انجام دے سکیں، ایسا اسی وقت ممکن ہے جب باتیں بچوں کی سطح پر جا کر کہی جائیں، ہمارے بڑے لکھنے والوں کے یہاں یہ ایک دشوار گذار عمل ہے، اس لیے ان دنوں بچوں کے لیے اچھا ادب کم ہی تخلیق ہو رہا ہے۔

عطا عابدی صاحب نے اس کتاب کے شروع میں ہی ہماری توجہ بہت ساری باتوں کی طرف مبذول کرائی ہے، جن کو ملحوظ رکھنا ادب اطفال میں ضروری ہے اور جن لوگوں نے ملحوظ نہیں رکھا، اس کے مضر اثرات کا ذکر بھی انہوں نے برملا کیا ہے، عطا عابدی سنجیدہ قلم کار ہیں، اس لیے ان کے یہاں جارحانہ تنقید کے عناصر کم پائے جاتے ہیں، لیکن اس کا مطلب قطعاً یہ نہیں ہے کہ وہ ادب میں مداہنت کو جائز سمجھتے ہیں، وہ باتیں ساری اپنی کہہ جاتے ہیں، لیکن اسلوب اور لب ولہجہ میں ایسی پاکیزگی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے ''گالیاں سن کر بھی بے مزہ نہ ہوا'' پورے طور پر صادق آتا ہے، یہ محاورہ کے طور پر استعمال ہوگیا ہے ورنہ صحیح یہ ہے کہ ادب میں کیا، حقیقی زندگی میں بھی کسی کو گالی دینا ان کے بس میں نہیں ہے، یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی کتاب پر بعض مصلحتوں سے کچھ لکھنے سے وہ انکار کر دیں، لیکن لکھیں گے تو پاکیزہ لکھیں گے، اچھا لکھیں گے۔

اس کتاب میں عطا عابدی نے وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ کے ذریعہ مفتی رشید احمد قاسمی کی مطبوعہ کتاب رحمانی قاعدہ کا بھی ذکر کیا ہے اور پیش لفظ کا حوالہ دے کر میری عزت افزائی کی ہے۔

عطا عابدی کی یہ کتاب ۲۰۲۲ء میں ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی سے چھپی ہے، کمپوزنگ پٹنہ کے شفا کمپوزنگ کی ہے، ایک سو ساٹھ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت ڈھائی سو رکھی گئی ہے، جو اردو کے قاری کے لیے زیادہ محسوس ہوتی ہے، یہ کتاب بک امپوریم اردو بازار، سبزی باغ پٹنہ، ناولٹی بکس، قلعہ گھاٹ دربھنگہ اور بیت العطا محلہ فقیرا خان (اردو بازار) دربھنگہ سے مل سکتی ہے۔ عطا عابدی کی سخاوت سے بعید نہیں کہ آپ فون کریں اور شوق ظاہر کریں تو مفت ہی ہاتھ آجائے، کتاب قیمتاً ملے یا مفت، پڑھنے کی عادت ڈالیے، اس لیے کہ یہی مصنف کی خدمت کا بہترین اعتراف ہے، اور اسی طرح ہم اردو کے قارئین کی تعداد کو بڑھا سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

✍ : مولانا رضوان احمد ندوی

بزرگوں سے محبت کیجئے

کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک آدمی فوت ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی اس نے پوچھا، اے پروردگار عالم آپ نے مجھے کس عمل کی وجہ سے بخشا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ میرے بندے! تیرا ایک عمل تیرے نامۂ اعمال میں ایسا ہے کہ جس کی وجہ سے میں نے بخش دیا ہے، اس نے کہا، اے اللہ! میرے تو سارے اعمال ہی خراب ہیں، میں غافل اور بدکار تھا آپ کو میرا کونسا عمل پسند آیا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، تیرے نامۂ اعمال میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک ولی بایزید بسطامیؒ راستے میں جارہا تھا، تمہیں معلوم نہیں تھا کہ یہ کون ہے؟ تم نے کسی سے پوچھا، اس نے کہا کہ یہ بایزید بسطامیؒ ہیں تم نے پہلے سن رکھا تھا کہ وہ اللہ کے دوستوں میں شمار ہوتے ہیں، لہذا تم نے محبت سے میرے ولی پر نظر ڈالی تھی، میں نے اسی ایک نظر کے ڈالنے کی برکت سے تمہارے گناہوں کی بخشش فرمادی۔ سبحان اللہ

لفظ اللہ کے ادب پر زبیدہ کی مغفرت

زبیدہ خاتون نے نہر زبیدہ بنوا کر بغداد سے عربستان تک پانی پہونچایا، وہ خاتون کم سنی میں اپنی ہم جولیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھی، جھولا جھولنے کے دوران اس کا دوپٹہ سر سے سرک گیا، دوپٹہ ابھی اترا ہی تھا کہ اذان کی آواز آئی، اس نیک خاتون نے فی الفور جھولا روکا اور اپنا سر دوپٹے سے ڈھانپا، اس کے بعد زندگی گزار کر وفات پا گئی، ایک رشتہ دار نے خواب میں دیکھا اور پوچھا، زبیدہ! کیا بنا تیرا؟ کہنے لگی! اللہ رب العزت نے میرے ساتھ آسانی کا معاملہ فرمایا، پھر اس شخص نے خواب میں ہی کہا، آپ نے طویل نہر بنوائی تھی وہی کام آ گئی ہوگی، تو زبیدہ نے کہا! نہر تو بنوائی تھی، لیکن وہ میرے مغفرت کا سبب نہ بن سکی، پھر اس سائل نے پوچھا، پھر آپ کی مغفرت کیسے ہوئی؟ اس نے بتایا کہ ایک دن میں جھولا جھول رہی تھی، اس وقت میرے سر پر دوپٹہ نہیں تھا اذان ہونے لگی لفظ اللہ سنتے ہی دوپٹہ میں نے رکھ لیا، تو وہ دوپٹہ جو میں نے اللہ کی عظمت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے سر پر رکھا، میرے اس عمل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی قبولیت ہوئی کہ اللہ رب العزت نے فرمایا: تو نے میرے نام کی ایسی تعظیم کی، جا آج ہم بھی تمہیں جنت میں داخل کرتے ہیں، نہر اور دوسرے اعمال کا تو پوچھا ہی نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر ہوتی ہے۔ (خطبات ذوالفقار: ۱۱/۲۳۱)

اساتذہ کے احترام کی انوکھی مثال

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ نے تحریک ریشمی رومال کے دوران ارادہ فرمالیا کہ اب میں حرمین شریفین جاتا ہوں ایک دن آپ دارالعلوم دیوبند میں چارپائی پر بیٹھے دھوپ میں زمین پر پاؤں رکھے کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے ان دنوں علامہ انور شاہ کشمیریؒ حضرت کی عدم موجودگی میں بخاری شریف پڑھاتے تھے، اس دوران ان کی نظر حضرت پر پڑی، جب درس دے کر تھک گئے تو طلباء سے فرمایا کہ آپ تھوڑی دیر بیٹھیں، میں ابھی آتا ہوں، انہوں نے درس کو موقوف کیا اور دارالحدیث سے باہر نکل کر سیدھے حضرت کے پاس آکر ان کے قدموں میں بیٹھ گئے، اس کے بعد حضرت سے عرض کرنے لگے حضرت! پہلے آپ یہاں تھے، جب ہمیں ضرورت پڑتی تھی تو ہم آپ کی طرف رجوع کرتے تھے، آپ نے یہاں سے ہجرت کا ارادہ فرمالیا ہے، اس طرح تو ہم بے سایہ ہوجائیں گے، علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے یہ الفاظ کہے اور رونا شروع کردیا، حتی کہ انہوں نے بچوں کی طرح بلکنا شروع کردیا، حضرت شیخ الہندؒ نے بھی انہیں رونے دیا، جب ان کے دل کی بھڑاس نکل گئی، تو اس وقت شیخ الہندؒ نے انہیں تسلی کی بات کہی اور فرمایا، انور شاہ! ہم تھے، تو آپ ہماری طرف رجوع کرتے تھے اور جب ہم چلے جائیں گے تو پھر لوگ علم حاصل کرنے کے لئے تمہاری طرف رجوع کیا کریں گے، چنانچہ شاہ صاحب کو اس طرح تسلی کی باتیں کرکے واپس بھیج دیا، جب شاہ صاحب چلے گئے تو حضرت شیخ الہندؒ کے دل میں خیال آیا کہ ان کو تو اپنے استاد کی دعاؤں کی اتنی قدر ہے اور آج میں اتنے بڑے کام کے لئے جارہا ہوں لیکن آج میرے سر پر تو استاد کا سایہ نہیں ہے جن کی دعائیں لے کر چلتا، چنانچہ یہ سوچتے ہی ان کو حضرت نانوتویؒ کا خیال آیا اور طبیعت میں رقت طاری ہوئی، لہذا وہیں سے اٹھے اور سیدھے حضرت نانوتویؒ کے گھر گئے، دروازے پر دستک دی اور ڈیوڑھی میں کھڑے ہوکر آواز دی، اماں جی! میں محمود حسن ہوں، اگر حضرت نانوتویؒ کے جوتے گھر میں پڑے ہیں تو وہ بھجوادیں، چنانچہ اماں جی نے ان کے جوتے ان کے پاس بھیج دیئے، حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے استاد کے جوتے اپنے سر پر رکھے اور اللہ رب العزت سے دعا کی، اے اللہ! آج میرے استاد سر پر نہیں ہیں، میں ان کے جوتے سر پر رکھے بیٹھا ہوں، اے اللہ اس نسبت کی وجہ سے تو میری حفاظت فرمالینا اور مجھے اپنے مقصد میں کامیاب فرمادینا، تو استادوں کی قدر اس وقت آتی ہے، جب دیکھنے کے لئے فقط ان کے جوتے باقی رہ جاتے ہیں۔ (خطبات ذوالفقار: ۸/۱۰۶)

مجدد الف ثانی کی جرأت وبیباکی

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ جو ہندوستان کے شہر سرہند میں پیدا ہوئے، ان کے دور میں اکبر نے دین کی شکل کو مسخ کردیا تھا، دین الٰہی کے نام سے ایک نیا دین دنیا کے سامنے پیش کردیا تھا، جو بدعات ورسومات کا ملغوبہ تھا، یہ وہ وقت تھا، جب اکبر کے بیٹے جہانگیر نے اپنی طاقت کے نشے میں آکر علماء کو لکھا کہ مجھے فتویٰ دو کہ بادشاہ کو سجدۂ تعظیمی کرنا جائز ہے، جب لوگوں کے سامنے جیلوں کے دروازے کھل چکے تھے، کھالیں پیٹھ سے اترتی نظر آرہی تھی، اس وقت کچھ ربانیین ایسے تھے، کچھ احبار ایسے تھے، جنہوں نے جان کی پرواہ تک نہ کی، اس لئے کہ ان کا فرض منصبی دین کی حفاظت تھا، انہوں نے کہا:

جاں دی دی ہوئی اسی کی تھی   حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ سجدۂ تعظیمی حرام ہے قطعاً جائز نہیں، اس کلمۂ حق کی وجہ سے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں بند کردیا گیا، آپ کے پاؤں میں زنجیریں ڈال دی گئیں، آپ نے پابند سلاسل رہنا قبول کرلیا مگر اس کے آگے جھکے نہیں کیوں کہ ان کو رب کے سوا کسی کے آگے جھکنا نہیں آتا تھا، وہ ساری زندگی رب کے سامنے پیشانیاں جھکانے والے بھلا مخلوق کے سامنے کیسے جھک سکتے تھے، بالآخر ان کی استقامت کی بدولت رب العزت نے ایک وقت وہ بھی دکھلایا کہ جب جہانگیر بادشاہ کو جھکنا پڑا، سب امیر اس فقیر کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، جو آپ کہیں گے آج ہم وہی کریں گے، چنانچہ بدعتوں کو ختم کردیا گیا، رسومات کو چھوڑ دیا گیا اور اس کی جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو رواج دیا گیا، اسی وجہ سے ان کو امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کہتے ہیں۔ (خطبات ذوالفقار: ۳/۱۸۴)

یادداشت ہو تو ایسی

ایک مرتبہ عبدالملک نے سوچا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ احادیث کی روایت کرتے ہیں، کیا یہ روایات من وعن انہیں الفاظ کی ہیں جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تھے، یا روایت بالمعنیٰ کرتے ہیں، چنانچہ اس نے ان کی دعوت کی اور بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا، اس نے ایک پردہ لٹکا کر اس کے پیچھے دو کاتب حضرات کو بٹھادیا اور انہیں کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو بولیں گے آپ لوگوں کو لکھنا ہے دو بندے اس لئے بٹھائے کہ آپس میں بھی تطبیق ہوسکے، جب محفل شروع ہوئی تو عبدالملک کہنے لگا حضرت! آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت باتیں سنیں آپ مہربانی فرماکر ہمیں بھی ان کی کچھ باتیں سنادیجئے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس محفل میں ایک سو احادیث روایت فرمائیں اور لکھنے والوں نے لکھ لیں مگر کسی کو کچھ پتہ نہ چلا اس کے بعد محفل برخاست ہوگئی، ایک سال کے بعد اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ دعوت دی، اس بار پھر اس نے پردے کے پیچھے پھر انہیں دو آدمیوں کو بٹھادیا اور کہا کہ اپنے گذشتہ نوٹس نکالنا اور ملاتے جانا، میں ان سے درخواست یہ کروں گا کہ آپ نے جو احادیث پچھلے مرتبہ سنائیں ان کا بڑا مزہ آیا، آپ مہربانی فرماکر وہی حدیثیں آج پھر سنادیجئے، چنانچہ جب محفل لگی، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر وہی ایک سو احادیث سنائیں دونوں کاتب ورطۂ حیرت میں پڑ گئے کہ کہیں ایک حرف کا بھی فرق نہ آیا، یوں اللہ تعالیٰ نے ان کو قوت حافظہ عطا فرمائی تھی۔

بیوی سے حسن سلوک پر مغفرت

حضرت تھانویؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی کی بیوی سے غلطی ہوگئی، اتنا بڑا نقصان تھا کہ اگر وہ چاہتا تو اسے طلاق دے دیتا، کیونکہ وہ حق بجانب تھا، لیکن اس نے اسے اللہ کی بندی سمجھ کر معاف کردیا، کچھ عرصہ کے بعد اس کی وفات ہوگئی، کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا، سناؤ بھئی! آگے کیا بنا، کہنے لگا کہ بس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مہربانی فرمادی اور میرے گناہوں کو معاف کردیا، اس نے پوچھا، کس وجہ سے آپ کی معافی ہوئی؟ وہ کہنے لگا کہ ایک ایسی بات تھی جو میں بھول ہی گیا تھا، ہوا یہ تھا کہ ایک مرتبہ میری بیوی سے کوئی غلطی ہوگئی تھی، میں اگر چاہتا تو سزا دیتا، طلاق دے دیتا، مگر میں نے اسے اللہ کی بندی سمجھ کر معاف کردیا، پروردگار نے کہا، تو نے اسے میرے بندی سمجھ کر معاف کردیا تھا آج میں تجھے اپنا بندہ سمجھ کر معاف کردیتا ہوں۔

محبت بھری زندگی کا طریقہ

ایک مرتبہ پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر تشریف لائے، صحن میں دیکھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیالے سے پانی پی رہی ہیں، دور سے دیکھا، تو وہیں سے فرمایا، حمیرا (نام عائشہ تھا مگر پیار سے حمیرا کہا کرتے تھے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس میں بھی سبق دیدیا) دور سے فرمایا، حمیرا بولیں، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے۔ فرمایا تھوڑا سا پانی میرے بھی بچادینا، وہ امتی تھیں، بیوی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاوند بھی تھے، سید المرسلین بھی تھے، رحمت للعالمین بھی تھے، برکتیں تو آپ کی ذات سے ملتی تھیں، مگر سبحان اللہ محبت بھی عجیب چیز ہے کہ رفیقۂ حیات کو دیکھا پانی پی رہی ہیں تو دور سے کہا کہ کچھ پانی میرے لئے بھی بچا دینا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کچھ پانی بچادیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریب تشریف لائے تو اپنی بیوی کا بچا ہوا پانی ہاتھ میں لے کر پینا چاہا، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے، پوچھا کہ اے حمیرا تو نے اس پیالے پر کس جگہ لب لگایا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس جگہ کی نشان دہی کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ پر اپنا لب مبارک لگایا۔ (حسن معاشرت، ص: ۶۳۳)

حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا واقعہ

جمعہ کا دن تھا حضرت مولانا قاسم نانوتوی اپنے حجرہ میں جو مسجد چھتہ کے اتر طرف تھا تشریف فرما تھے کہ ایک نواب صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے، ملاقات کے بعد پیسوں کی ایک تھیلی حضرت کی خدمت میں پیش کی، لیکن پیش کرنے کا انداز اچھا نہیں تھا، نوابیت کی اکڑ کے ساتھ پیش کیا جس کو حضرت نانوتوی نے محسوس کرلیا اور جس کی وجہ سے اس ہدیہ کو قبول کرنے سے اعراض کیا اور عرض کرتے ہوئے آپ نے رض تبدیل کرلیا، نواب نے اس کو محسوس کیا بدلے ہوئے رخ کے سامنے پہونچ کر پیش کیا، حضرت نے تیسری طرف رخ کرلیا نواب جب اس طرف پہونچا تو حضرت نے اعراض کرتے ہوئے چوتھی طرف رخ کرلیا وہ اصرار کرتا رہا لیکن حضرت نے قبول نہیں کیا، اخیر میں نواب جب باہر نکلا تو حضرت کی جوتیوں میں پیسوں کی تھیلی ڈال کر چلا گیا حضرت کو اس کی خبر نہیں تھی جمعہ کے لئے تیار ہوکر جب جامع مسجد جانے کے لئے باہر نکلے تو جوتیوں میں پڑی ہوئی تھیلی کو دیکھا، آپ نے اس کو ہاتھ بھی نہیں لگایا بلکہ پاؤں کی دو انگلیوں سے تھیلی کو باہر نکال دیا، یہ فرماتے ہوئے کہ یہ دنیا بھی عجیب ہے جب اس کو ٹھکرادو تو جوتیوں میں آکے پڑجاتی ہے، اس کے بعد جوتیاں پہن کر جامع مسجد جمعہ کے لئے تشریف لے گئے۔

Scanned with CamScanner

اسلام میں طلاق کا قانون اور اس کا فلسفہ

مولانا محمد عمر قاسمی

اللہ تعالی نے تمام حیوانات ونباتات کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے،یعنی تمام جانداروں کو نر و مادہ کے روپ میں ڈھالا ہے، تا کہ ان کے ملاپ سے ان کی نسلیں مشیت الٰہی کے تحت تسلسل کے ساتھ جاری رہیں اور جدید تحقیقات کے مطابق یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ پیڑ پودوں میں بارآوری کا یہ عمل نہایت درجہ حیران کن طریقوں سے عمل میں آتا ہے، جو کارساز عالم کی ربوبیت اور اس کی کرشمہ سازیوں کا ایک انوکھا روپ ہے۔حیوانی دنیا میں اللہ تعالی نے ہر نوع اور ہر صنف میں ایک دوسرے کیلئے کشش والفت رکھ دی ہے تا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف کھینچ سکیں،اوران کے درمیان میل ملاپ کا سلسلہ جاری رہے،مگر جہاں تک نوع انسانی کا تعلق ہے اس پر خالق کائنات نے چند قیود و پابندیاں عائد کر کے دیگر انواع حیات کے برعکس آزاد جنسی تعلق کو ممنوع قرار دیا ہے، کیونکہ انسان محض ایک حیوان یا کوئی پیڑ پودا نہیں، بلکہ اشرف المخلوقات ہے،جس کو ذہنی واخلاقی شعور سے بھی سرفراز کیا گیا ہے،اور اسی ذہنی واخلاقی شعور کی بنا پر اسے ایک ذمہ دار اور مہذب ہستی قرار دیا گیا ہے،اور اس منصب سے دیگر تمام انواع حیات محروم ہیں۔

مجرد جنسی لذت طلبی ممنوع:

اللہ تعالی نے نوع انسانی کے لئے جب آزاد جنسی تعلق کو ممنوع قرار دیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اب ایک محدود ازدواجی زندگی گزارے اور اس کے لئے اس نے نکاح کا ضابطہ تجویز کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ تمام آسمانی مذاہب میں لوگوں کو نکاح کی ترغیب دی گئی ہے،اور بغیر نکاح کے کسی عورت سے جنسی تعلق قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، جو محض جنسی لذت کی خاطر بے راہ روی میں مبتلا ہوں، اور آزاد جنسی تعلقات کے خواہشمند ہوں یا محض تنوع اور لطف اندوزی کی خاطر شوہر بیوی کو طلاق دینے والا ہو، یا بیوی شوہر سے طلاق طلب کرنے والی ہو، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا ارشاد ہے ''جنسی چسکا اٹھانے والے مردوں اور عورتوں پر۔غرض اسلام میں جس طرح آزاد جنسی تعلق اور خفیہ آشنائی اور داشتہ گری کی ممانعت ہے،اسی طرح جنسی عیاشی کی خاطر اپنی منکوحہ عورت کو بلا وجہ طلاق دے کر کسی دوسری عورت سے بیاہ رچانا بھی سخت ناپسندیدہ فعل ہے، چنانچہ سورہ نساء میں جہاں محرمات کا بیان آیا ہے وہاں پر بتا دیا گیا ہے کہ باقی عورتیں (غیر محرمات) صرف اسی صورت میں حلال ہو سکتی ہیں جب کہ وہ قید نکاح میں آچکی ہوں یعنی آزاد و شہوت رانی نہ پائی جاتی ہو۔" واحل لکم ماوراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین "۔(سورہ نساء آیت نمبر:۲۴)

اور ان (محرمات) کے سوا باقی عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں،اس طرح کہ مال خرچ کر وان سے نکاح کر و بشرطیکہ اس سے مقصود عفت قائم رکھنا ہو نہ کہ شہوت رانی کرنا،اس کی مزید وضاحت سورہ مائدہ میں اس طرح کی گئی ہے: " اذا اتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان"(سورہ مائدہ آیت نمبر۵)

جب کہ تم ان عورتوں کے مہر انہیں دیدو اس طور پر کہ تم قید نکاح میں آجاؤ نہ کہ بدکاری کرنے والے اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والے ہو۔

طلاق کا جواز کس لئے:

جس طرح نکاح ایک شرعی وسماجی بندھن ہے جو مرد اور عورت کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیتا ہے،اسی طرح طلاق ایک ایسا اعلان ہے جو دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیتا ہے۔نکاح کا مقصد گھریلو تعلقات کی استواری اور طرفین کا اپنی اپنی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرتے رہنا ہے،مگر بعض اوقات اختلاف مزاج یا طرفین میں سے کسی کے ظلم و زیادتی یا دیگر وجوہات کی بنا پر اپنی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرنا ممکن نہیں رہتا۔ ایسی صورت میں جب معاملہ حد سے بڑھ جائے اور کسی اصلاح کی امید ہی باقی نہ رہ جائے تو پھر شریعت اجازت دیتی ہے، کہ طلاق یا خلع کے ذریعہ اس معاشرتی بندھن سے چھٹکارا حاصل کر لیا جائے، بلکہ بعض اوقات شر سے بچنے کے لئے اس قسم کا چھٹکارا حاصل کر لینا ہی زیادہ بہتر ہوتا ہے، تا کہ مزید خرابیاں پیدا نہ ہونے پائیں۔اسلام طلاق کو قانو نا ناجائز قرار نہیں دیتا، اگر چہ بعض مذاہب کی نظروں میں طرفین کو سوائے موت کے کوئی چیز ایک دوسرے کو جدا نہیں کر سکتی، ظاہر ہے کہ جب نکاح سے مقصود ازدواجی تعلقات کی خوشگواری اور خاندانی وعائلی نظام میں رخنہ پڑنے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو پھر ایسا بندھن کس کام کا جو ایک رستا ہوا ناسور اور معاشرہ کا پھوڑا بن جائے ،غور کیجئے نکاح کا مقصد صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت کسی نہ کسی طرح ایک رشتے میں بندھے رہیں، خواہ ان کے باہمی تعلقات کتنے ہی خراب کیوں نہ ہو گئے ہوں۔طبیعتوں اور مزاجوں کا اختلاف ایک امر واقعہ ہے،اس کے علاوہ بعض مخصوص سماجی عوامل ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس اختلاف کو اور زیادہ ہوا دینے والے ہوتے ہیں، مثلا طرفین کے خاندانی روابط میں بگاڑ اور ایک دوسرے کے ساتھ مخالفانہ ومخاصمانہ رویہ وغیرہ اور بعض اوقات یہ تمام اسباب وعوامل مل کر مرد کو طلاق دینے اور عورت کو خلع حاصل کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔اسلام چونکہ ایک فطری اور عقلی مذہب ہے اس کے تمام احکام بھی علم و حکمت سے لبریز ہیں، چونکہ اسلام نے آزاد جنسی تعلق یا زنا کاری کو قابل تعزیر جرم قرار دیا ہے،لہذا جب شوہر اور بیوی کے تعلقات بگڑ جائیں اور ان دونوں میں کسی طرح بھی صلح نہ ہو سکے تو بہتر یہی ہے کہ ان دونوں کا راستہ الگ الگ کر دیا جائے ، ورنہ ظاہر ہے کہ اس کشیدہ اور ابتر صورت میں زبردستی ان کو باندھ کر رکھنے کا نتیجہ زنا کاری یا خفیہ جنسی تعلق کا دروزاہ کھولنا ہوگا،مگر اسلام نے چونکہ پہلے ہی اس پر بندش لگادی ہے،تو اب دوسرا راستہ سوائے طلاق کے اور کچھ نہیں ہے،اور اس میں ان دونوں کا بھلا ہے، یہ ہے اسلام میں عقلی اعتبار سے طلاق کی حکمت۔

طلاق سخت ناپسندیدہ عمل:

مگر اس موقعہ پر یہ بات بھی خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ نکاح اگر چہ بظاہر ایک معاشرتی وعمرانی معاہدہ ہے مگر درحقیقت وہ تمدنی معاملات کے برعکس تعبدی حیثیت کا حامل بھی دکھائی دیتا ہے کیونکہ وہ ایک اعتبار سے سنت و عبادت کی حیثیت بھی رکھتا ہے یعنی اس میں یک گونہ مذہبی تقدس کا عنصر بھی شامل ہے، اگر چہ وہ ایک ''اٹوٹ بندھن'' نہ ہو،اسی وجہ سے دیگر تمدنی معاملات کے برعکس نکاح کے بندھن کو بلا وجہ توڑنا یعنی طلاق دینا اسلام کی نظر میں سخت ناپسندیدہ بات ہے، کیونکہ وہ حقیقتا دو خاندانوں کے بگاڑ کا سبب ہے، جس کی وجہ سے بسا اوقات معاشرے میں سخت قسم کا انتشار پیدا ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز قرار دیا ہے۔

طلاق کب جائز اور کب ناجائز:

حاصل یہ ہے کہ طلاق دینے کے معاملے میں سخت احتیاط اور توازن کی ضرورت ہے،طلاق نہ دینے کی صورت میں جس طرح خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں، اسی طرح طلاق دینے کی صورت میں بھی بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے،لہذا طلاق دینے سے پہلے ان دونوں پہلوؤں پر ہر اعتبار سے سوچ لینا چاہئے ،طلاق کے جائز یا ناجائز ہونے کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں:(۱) واجب (۲) مستحب (۳) حرام (۴) مکروہ ۔طلاق واجب اس وقت ہوتی ہے کہ جب شوہر اور بیوی کے جھگڑے میں فیصلہ کرنے والے ثالثوں کی رائے یہ ہو کہ ان دونوں کو الگ کر دینا ہی بہتر ہے طلاق مستحب اس وقت ہوتی ہے جب شوہر و بیوی متفق نہ ہوں اور دونوں کے درمیان شدت پیدا ہو جائے ،اس صورت میں گناہ سے بچنے کے لئے دونوں کو الگ ہو جانا ہی بہتر ہے۔طلاق ناجائز وحرام اس صورت میں ہوتی ہے جب عورت مدخولہ (مباشرت کی ہوئی) ہونے کی صورت میں حیض کی حالت میں ہو یا اسے طہر (عورت پاکی کی حالت میں ہو) جس میں وہ عورت سے مباشرت کر چکا ہو، طلاق مکروہ اس صورت میں ہوگی جب کہ میاں بیوی کے تعلقات درست ہوں اور دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہے ہوں۔(تفسیر ابن جوزی)

طلاق کا حق مرد ہی کو کیوں:

غرض اس موقعہ پر ایک اہم سوال یہ ہے کہ طلاق دینے کا حق کس کو ہے، آیا مرد کو یا عورت کو؟ تو اسلام نے یہ حق اصلاً مرد کو دیا ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق سوچ سمجھ کر اس حق کو استعمال کرے،اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ فطری وطبعی اعتبار سے عورت کے مقابلے میں مرد میں تحمل بردباری اور دوراندیشی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اور اس لحاظ سے ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے سے پہلے ہزار بار اپنے مستقبل کے بارے میں سوچے گا کہ اسے طلاق دینی چاہئے یا نہیں اور جب وہ طلاق دینے کا فیصلہ کر ہی لے گا تو اس کا یہ فیصلہ طویل غور وخوض کا نتیجہ ہوگا،اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مرد کے اوپر عورت کے مقابلے میں ذمہ داریاں زیادہ ہوتی ہیں ،معاشی کفالت وخبر گیری کا بوجھ بھی اس کے کندھوں پر رہتا ہے،اور صاحب اولاد ہونے کی صورت میں تو دوسرا پا ذمہ دار بن جاتا ہے،لہذا وہ طلاق دینے سے پہلے ان تمام پہلوؤں پر اچھی طرح سوچ لیتا ہے کہ اس اقدام کے نتیجہ میں اسے کیا کیا نقصان ہو سکتے ہیں،اس کے برعکس اسلامی قانون کی رو سے عورت پر معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ڈالا گیا،اس وجہ سے عورت کو یہ حق نہیں دیا گیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر عورت کو بھی یہ حق دیدیا جاتا تو چونکہ وہ زیادہ جذباتی ہوتی ہے،اس لئے وہ بغیر غور وفکر کے بات بات پر طلاق دیتی ، پھر بھی اسلام نے عورت کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے خلع کا حق دیا ہے،اگر وہ چاہے تو کسی معقول بنیاد پر مرد سے علیحدگی کا مطالبہ کر سکتی ہے اور اس اعتبار سے اسلامی شریعت نے نہایت درجہ دانشمندی کے طور پر عورت اور مرد دونوں کی فطرت اور طبیعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حد درجہ منصفانہ اور مناسب حال احکام جاری کئے ہیں،قرآن مجید اس مسئلہ میں صاف صاف کہتا ہے:"الذی بیدہ عقدۃ النکاح"(سورۂ بقرہ آیت نمبر۲۳۴)

وہ شخص جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ شوہر ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ نکاح مکمل ہو جانے کے بعد نکاح کو قائم رکھنے یا ختم کرنے کا مالک شوہر ہے اور وہی طلاق دے سکتا ہے۔

طلاق کا صحیح طریقہ: جب کوئی شخص کسی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور ہو جائے تو اسلامی قانون کے مطابق اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق نہ دے، بلکہ پاکی کی حالت میں ایک طلاق دے بشرطیکہ اس طہر میں اپنی بیوی سے مباشرت نہ کی ہو، پھر عورت کو اپنی حالت پر چھوڑ دے، قانون شرعی کے مطابق یہ طلاق رجعی ہوگی، بشرطیکہ عورت سے نکاح کرنے کے بعد مباشرت بھی کر چکا ہو،اور اگر صرف نکاح ہی ہوا تھا،تو یہ طلاق بائن ہوگی، نیز جب پاکی کے زمانہ میں طلاق رجعی دیدی، تو عدت پوری ہونے پر یہ طلاق رجعی، طلاق بائن ہو جائے گی، طلاق بائن کے بعد آپس کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے، الطلاق مرتان'' طلاق دوبار ہے (یعنی طلاق رجعی دوبار ہے) جس میں طلاق دینے والے کو غور کرنے کا کافی موقع مل جاتا ہے، خلاصہ ایسی طلاق جس میں رجوع کرنے کا حق باقی رہتا ہے، وہ صرف ایک یا دو طلاق تک ہی ہوتا ہے، اگر شوہر تین طلاقیں دیدے تو اس سے طلاق مغلظہ ہو جاتی ہے، جب شوہر نے شریعت کی دی ہوئی رعایتیوں کی پاسداری نہ کی تو اب یہ سزا دی گئی کہ اب دوسرے شوہر سے نکاح اور جماع کئے بغیر پہلے شوہر سے نکاح نہیں ہو سکتا، کیونکہ بیوی کے روپ میں اللہ تعالی نے اسے دنیا کی جو سب سے بڑی نعمت عطا کی تھی اس کی اس نے صحیح قدر نہیں کی بلکہ اس نعمت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا ہے،تو اسے اس کے شرعی نتائج بھگتنے ہی ہوں گے، یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص خدا کی نعمت کو حقارت سے ٹھکرائے بھی اور وہ اس سے چمٹا بھی رہے،لہذا اب اس کی سزا یہ ہے کہ اب اس کی بیوی جب تک کسی دوسرے مرد کا منہ نہ دیکھ لے وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی، اور اس کے لئے بھی عورت کی رضامندی کے علاوہ نئے سرے سے اور نئے مہر کے ساتھ نکاح ضروری ہے اور شریعت کا یہ پورا ضابطہ حکمتوں اور مصلحتوں سے بھرا ہوا ہے۔

Scanned with CamScanner

اصلاح کا عمل اپنے گھر سے شروع کریں

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

اصلاح معاشرہ کا خوبصورت لفظ آج نہ جانے کتنے حلقوں میں بار بار استعمال ہو رہا ہے اور نہ جانے کتنی انجمنیں اور جماعتیں اسی مقصد کے لئے قائم ہیں، روزانہ جتنے جلسے اور اجتماعات اسی کام کے لئے ہو رہے ہیں، لیکن اس سب کے باوجود نتائج کو دیکھئے تو حالت یہ ہے کہ:ـ

چل چل کے پھٹ چکے ہیں قدم اس کے باوجود اب تک وہیں کھڑا ہوں جہاں سے چلا تھا میں

سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ یہ ساری اجتماعی کوششیں اتنی رائیگاں کیوں جا رہی ہیں؟ اصلاح حال کی کوئی جدوجہد کامیاب کیوں نہیں ہوتی؟ کیا معاذ اللہ قرآن کریم کا وعدہ جھوٹ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کریں گے ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت کریں گے؟ کیا اللہ پاک نے وعدہ نہیں فرمایا کہ: ''اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو ہم تمہاری مدد کریں گے'' ظاہر ہے کہ اللہ پاک کے یہ وعدے غلط نہیں ہو سکتے، زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں، لیکن اللہ پاک سے وعدہ خلافی کا صدور ممکن نہیں، لہذا اس صورت حال سے ایک ہی نتیجہ نکل سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ''اصلاح معاشرہ'' کے نام پر کی جانے والی ان کوششوں کا رخ صحیح نہیں ہے، ان کوششوں میں وہ صفات نہیں پائی جاتیں جو اللہ جل شانہ کی رحمت و نصرت کو متوجہ کر سکیں، اگر ہماری یہ کوششیں صدق و اخلاص کے ساتھ صحیح رخ پر اور درست سمت میں ہوتیں تو ممکن نہیں تھا کہ اللہ جل شانہ کی مدد شامل حال نہ ہوتی اور ان کے بہتر نتائج برآمد نہ ہوتے۔

اگر اس نقطہ نظر سے ہم اپنے گریباں میں منہ ڈال کر دیکھیں تو حقیقت یہ نظر آئے گی کہ اصلاح معاشرہ کے نام پر کی جانے والی یہ کوششیں اتنے عیوب و نقائص سے پر اور اصلاح کے لوازم سے اتنی عاری ہیں کہ ان کو صحیح معنی میں اصلاح کی کوشش کہنا ہی غلط ہے۔ مثلاً ہمیں ان کوششوں میں یہ بات تقریباً مشترک نظر آتی ہے کہ ہر جگہ اصلاح کا آغاز دوسروں سے کرنے کی فکر ہے اصلاح حال کے لئے ہمارا ہر وعظ، ہماری ہر نصیحت اور ہماری ہر اپیل دوسروں کے لئے ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ معاشرہ کے چلے ہوئے نظام میں ہر مشکل تبدیلی دوسرے کے گھر سے شروع ہو اور یہ خیال شاذ و نادر کسی کو آتا ہے کہ زندگی میں تبدیلی لانے کا فریضہ ہم پر بھی عائد ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر میں جو دلکش انقلاب برپا فرمایا اور تئیس سال کی مختصر مدت میں معاشرے کی کایا پلٹ کر رکھ دی، اس کا طرز و انداز ہمارے اس طرز عمل کے بالکل برعکس تھا، وہاں ہر اصلاح کا آغاز سب سے پہلے اپنی ذات، اپنے گھر اور اپنے خاندان سے ہوتا تھا، وہاں زبانی وعظ و نصیحت سے زیادہ سیرت و کردار اور عملی زندگی کے ذریعہ دوسروں کو دعوت دی جاتی تھی، وہاں اچھے برے ناپنے کے لئے الگ الگ پیمانے نہیں تھے، وہاں اصلاح معاشرہ کی مہم معاشرے میں اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لئے نہیں چلائی جاتی تھی بلکہ اس کا منشاء واقعتاً درد و سوز کے ساتھ لوگوں کی صلاح و فلاح کی فکر ہوتی تھی، اسی کا نتیجہ تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے معاشرے سے وہ ساری بدعنوانیاں کافور ہو گئیں جنہوں نے انسانوں کی زندگی کو جہنم بنا کر رکھ دیا تھا اور برباد کر دیا تھا۔

آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہمیں ساری خرابیاں اپنی ذات اور اپنے گھر سے باہر نظر آتی ہیں، اسی پر تنقید و تعریض کرنے، ان کو ہدف ملامت بنانے اور ان کی بناء پر دوسروں کو برا بھلا کہنے میں ہمارا سارا زور بیان صرف ہوتا ہے، لیکن یہ خیال کبھی مشکل ہی سے آتا ہے کہ ہماری ذات اور ہمارا گھر بھی کسی تبدیلی کا محتاج ہے، دیندار سے دیندار افراد کا حال یہ ہے کہ ان کے گھر کا ماحول رفتہ رفتہ زمانے کی بری ہواؤں سے متاثر ہو رہا ہے اور وہ ایک ایک کر کے مغربی تہذیب کی تمام لعنتوں کے آگے سپر ڈالتے جا رہے ہیں، گھر کی خواتین کے دل سے پردہ کی اہمیت کا احساس اٹھ رہا ہے، مگر انہیں فہمائش کرنے کی بجائے چشم پوشی سے کام لیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ گھر گھر بے پردگی کا سیلاب اُمڈ آیا ہے، اولاد کمانے کے لئے ناجائز طریقے اختیار کرتی ہے تو اس کو ٹوکنے کے بجائے عملاً اس کی ہمت افزائی کی جاتی ہے، نتیجہ یہ ہے کہ رفتہ رفتہ حلال و حرام کی تمیز اٹھ چکی ہے اور حرام کمائی سے نفرت کا کوئی شائبہ دل میں باقی نہیں رہا۔

لازم ہے کہ وہ آگے بڑھنے سے پہلے خود اپنے اور اپنے گھر کے حالات کا جائزہ لیں، ایک مرتبہ ہمت کر کے اپنے گھروں کو ان لعنتوں سے پاک کر ڈالیں جو ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح چاٹ رہی ہیں، اس کے بعد جب وہ اصلاح کی مہم لے کر آگے بڑھیں گے تو نہ صرف یہ کہ ان کی بات میں اثر ہوگا، بلکہ ان کا ایک ایک عمل اور ایک ایک انداز لوگوں پر اثر انداز ہو سکے گا، ورنہ یہ قوم وعظ اور بے روح اپیلیں مدت دراز سے سن رہی ہے، ان بے روح اپیلوں میں یہ طاقت نہیں کہ وہ وقت کے دھارے کو موڑ سکیں۔

بڑھتی مہنگائی اور بے روزگاری

ڈاکٹر جاوید عالم خان

اس وقت عالمی سطح پر اقتصادی نمو میں گراوٹ دیکھنے کو مل رہی ہے اور اس میں بھارت بھی شامل ہے، پڑوسی ملک سری لنکا بھی اس سنگین اقتصادی بحران کا شکار ہے، اگر ہم موجودہ حالات کو دیکھیں تو یہ حالات گزشتہ کئی برسوں سے ایسے ہی ہیں، ملک میں نوٹ بندی اور جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد ملک کی اقتصادی نمو میں گراوٹ شروع ہو گئی تھی، نوٹ بندی میں ملک کے غیر منظم سیکٹرز جن میں تقریباً ۸۵ رفیصد افراد کام کر رہے ہیں، ان کے کاروبار بری طرح سے تباہ ہو گئے، جی ایس ٹی آنے کے بعد منظم سیکٹر بھی مشکلات کا شکار ہو گیا، اس طرح ہندوستان کے تین بڑے سیکٹر، جو جی ڈی پی میں اضافہ کے لئے اہم ہیں، وہ زرعی شعبہ، صنعتی شعبہ اور سروس سیکٹر ہیں، صنعتی شعبہ کی بات کی جائے تو ۱۵ ر سے ۲۰ رفیصد لوگ اس سے منسلک ہیں جبکہ چھوٹا سیکٹر سروس سیکٹر یعنی شعبہ برائے خدمات ہے۔ گرچہ اس میں بہت کم لوگ کام کرتے ہیں، لیکن جی ڈی پی کے اضافہ میں اس کا اہم کردار رہتا ہے، ایسی صورت میں ملک میں نہ صرف اقتصادی گراوٹ ہے بلکہ حد درجے بے روزگاری کا سامنا ہے، ملک میں اس وقت تقریباً ۹۰۰ رملین افراد بے روزگار ہیں، کاروبار اور ہیومن ریسورس کے طور پر مزدوروں کی شمولیت گزشتہ تین برسوں میں ۴۶ رفیصد سے گھٹ کر ۴۰ رفیصد ہو گئی ہے، جس کے سبب مڈل کلاس کی فیملی میں بھی ۳۰ رفیصد کی گراوٹ آئی ہے اور ملک میں محض 5.7 کروڑ افراد ہی متوسط کہلانے کا حق محفوظ کر پائے ہیں، یشونت سنہا کے مطابق بے روزگاری سماج و معاشرے میں تناؤ کا سبب بن رہی ہے۔ ملک میں اقتصادی استحکام کے لئے خورد و نوش اور روزمرہ کی ضروریات کی اشیاء کی قیمتوں میں استحکام بہت ضروری ہے، لیکن گزشتہ تین برسوں میں مہنگائی کی شرح متعینہ ہدف سے کافی بڑھ چکی ہے، سال ۱۵-۲۰۱۴ء سے اب تک ایل پی جی گیس کی قیمتوں میں ۱۰۰ رفیصد، ڈیزل اور پیٹرول میں تقریباً ۴۰ سے ۴۵ فیصد، کھانے کی دال تیل میں ۱۰۰ رفیصد کا اضافہ ہوا ہے، مہنگائی اور غربت کے خاتمے کے لئے حکومت دو طرح کے اقدامات کرتی ہے، ایک تو یہ کہ حکومت اپنے سالانہ بجٹ خرچ کے ذریعے ان بنیادی مسائل کو حل کرے، یا یہ کہ حکومت آر بی آئی میں اپنی مداخلت کے ذریعے ان چیلنجز کا حل نکالے، موجودہ صورتحال میں سال ۲۳-۲۰۲۲ء کے سالانہ بجٹ میں وزیر خزانہ نے ان سارے بڑے چیلنجز کو تسلیم ہی نہیں کیا۔

مرکزی حکومت کا کل خرچہ جی ڈی پی کی شرح میں گزشتہ برس کے خرچ سے تقریباً ایک فیصد کم رہا ہے، اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت نے موجودہ مسائل کو حل کرنے کے لئے سرکاری خرچے کے ذریعے سے حالات کو بہتر کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی، البتہ حکومت نے بجٹ میں جن اشیاء کو ترجیح دی وہ سرکاری سرمایہ کاری والے مقامات ہیں مثلا: ایئرپورٹ، بندرگاہ، سڑکیں اور پل وغیرہ اور حکومت زیادہ تر روزمرہ کے اخراجات میں کٹوتی کرے گی، لیکن حکومت کی یہ کوشش بہت زیادہ اچھی نہیں رہی کیونکہ سرکاری سرمایہ کاری میں بڑے انفراسٹرکچر کو بنانے میں کافی وقت لگتا ہے، اس طرح حکومت کے پاس طویل مدتی پروگرام ہے، لیکن کم مدتی کوئی ترکیب نہیں ہے، اس کے علاوہ حکومت کو ملک کے مختلف شعبوں میں خالی اسامیوں کو بھر کر لوگوں کو روزگار فراہم کرانے چاہئے۔

مہنگائی پر ماہر معاشیات کا کہنا ہے کہ اگر سرکاری یا پرائیوٹ سیکٹر نے ۲۰ فیصد بھی تنخواہیں بڑھائیں ہیں تو بھی وہ ناکافی ہیں، حکومت کے سامنے روزگار اور غربت کا مسئلہ سب سے بڑا چیلنج ہے۔

مہنگائی بڑھ کیوں رہی ہے؟

ہندوستان میں گزشتہ تین، چار برسوں میں مہنگائی سب سے زیادہ رہی ہے بلکہ اس بار تو یہ کہا جا رہا ہے کہ پچھلے تیس سالوں میں مہنگائی کی شرح سب سے زیادہ رہی ہے، اسی طرح بے روزگاری کے بارے میں ماہرین کا ماننا ہے کہ یہ پچھلے پانچ برسوں میں سب سے زیادہ رہی ہے۔ مہنگائی میں عام طور پر خورد و نوش کی اشیاء، صنعتی خدمات کی اشیاء اور اسی طرح سے پیٹولیم کی پیداواریت کی اشیاء بھی شمار کی جاتی ہیں۔

اگر ہم یہ جاننے کی کوشش کریں کہ مہنگائی اتنی برق رفتار سے کیوں بڑھی تو اس کا ایک اہم سبب جو ہمارے سامنے آتا ہے وہ پٹرولیم کا سال ۲۰۱۴ء کے بعد تقریباً ۴۰ فیصد بڑھ جانا ہے، اس کے بعد ہر وہ چیز جو پیٹرولیم سے منسلک ہے چاہے نقل و حمل ہو اس کے لئے صنعتی اشیاء کا بنانا ہو سب مہنگی ہو گئیں۔

سال ۲۰۱۴ء کے بعد سے ابھی تک خام تیل کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ نہیں ہوا ہے، لیکن اس معمولی اضافہ کی آڑ میں حکومت نے ایکسائز ڈیوٹی چاہے وہ صوبائی سطح پر ہو یا مرکزی سطح پر ہو، اس میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا ہے، مجموعی ٹیکس میں سب سے زیادہ جو ٹیکس حکومت کو جاتا ہے وہ ڈائریکٹ ٹیکس ہوتا ہے، جس میں کارپوریٹ اور انکم ٹیکس آتا ہے، اسی طرح ان ڈائریکٹ ٹیکس کو جی ایس ٹی میں نہیں رکھا گیا ہے بلکہ اسے علیحدہ رکھا گیا ہے اور حکومت اسی سے یہ کوشش کر رہی ہے کہ مرکزی حکومت کو چلانے کے لئے آمدنی اکٹھا کی جائے، حکومت کے اس عمل سے ملک کی معیشت کو کاری ضرب لگ رہی ہے، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ٹیکس میں کارپوریٹ ٹیکس میں بھی اضافہ کرنا چاہئے تھا انکم ٹیکس میں بھی پھیر بدل کرنا تھا، اس کے علاوہ حکومت کے پاس ایسے بہت سارے لوگ ہیں جن کے پاس سرکاری اور موروثی اثاثہ ہے اس پر وراثتی ٹیکس عائد کرنا چاہئے تھا، اسی طرح بہت سارے فائنانشل ٹرانزیکشن وغیرہ پر بھی کچھ ٹیکس لگانے کی ضرورت تھی، ہم دیکھیں تو حکومت کی جانب سے بڑی آسانی سے ٹیکس اکٹھا کیا جا رہا ہے اور ماہرین کا ماننا ہے کہ اس وقت حکومت نے کم از کم ۲۸-۲۷ لاکھ کروڑ روپے اکٹھا کیے ہیں، اس طرح اگر حکومت اپنے ٹیکس پالیسی میں بدلاؤ نہیں لائے گی اور کم مدتی خرچے کے تناظر میں عام آدمی کی کیا پریشانیاں ہیں حکومت نہیں جاننے کی کوشش کرے گی تو یہ حالات ابھی بھی بنے رہیں گے۔

ہندوستان میں اس وقت کھانے کے تیلوں میں زبردست اضافہ ہوا ہے، کھانے کے تیلوں کو ہندوستان بیرون ممالک جن میں انڈونیشیا ملیشیا اور روس قابل ذکر ہیں درآمد کرتا ہے، ہندوستان کا کشمیر میں مداخلت اور اندرون ملک مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کے سبب ملیشیا اور انڈونیشیا نے پام آئل ہندوستان کو برآمد کرنے پر روک لگا دی ہے۔

آر بی آئی کو چاہئے کہ شرح انٹرنیٹ اور ایس طرح سے منی سپلائی کے ذریعے مہنگائی کی شرح کم کرنا چاہئے، لیکن آر بی آئی نے ان امور پر بالکل بھی دھیان نہیں دیا ہے اور نہ ہی مستقبل کے مہنگائی کی شرح کو اندازہ لگا سکی، کیونکہ اس کے اعداد و شمار اور حقیقی اعداد و شمار میں کافی فرق ہے، آر بی آئی نے اپنے ریپوریٹ (جس شرح پر آر بی آئی بینکوں کو قرض دیتی ہے) اور ڈیپوزیٹ (نقدی جمع کا تناسب) میں اضافہ کر دیا ہے، حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آنے والے دنوں میں اس سے مہنگائی کی شرح میں کمی کی جا سکے گی، البتہ اس سے لون لینے والوں کو سود کے طور پر موٹی رقم چکانی پڑے گی اور سرمایہ سرکاری میں بھی گراوٹ دیکھنے کو ملے گی، جی ایس ٹی، نوٹ بندی اور پھر کورونا وباء کے سبب موجودہ مہنگائی اور ملک کے بگڑتے حالات کو سنبھالنا بہت مشکل ہے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

آذربائیجان آرمینیا کے ساتھ امن معاہدہ کرنے کے لیے تیار

آذربائیجان کے صدر الہام علیف نے کہا ہے کہ باکو یریوان کے ساتھ اپنے تعلقات کو معمول پر لانے کے لیے امن معاہدے پر دستخط کرنے کے لیے تیار ہے۔ مسٹر علیف نے بدھ کو آذربائیجان۔لیتھوانیا بزنس فورم کے موقع پر باکو میں لتھوانیا کے صدر گیتاناس نوسیدا سے ملاقات کی۔اس دوران صدر نے کہا کہ یقیناً، ہم نے آذربائیجان اور آرمینیا کے درمیان معمول پر آنے کے عمل پر بات چیت کی ہے۔(یواین آئی)

وکرماسنگھے نے وزیراعظم کے دفتر کے اخراجات میں نصف کمی کی

وزیراعظم رانیل وکرماسنگھے نے سری لنکا میں جاری اقتصادی بحران کی وجہ سے وزیراعظم کے دفتر میں اخراجات کو 12 کروڑ روپے کی ماہانہ اوسط سے کم کرکے 6 کروڑ روپے کردیا ہے۔سینئر حکام نے بتایا کہ وزیراعظم کے دفتر پر اوسطاً ماہانہ اخراجات 12 کروڑ روپے ہیں۔جیسے ہی وکرماسنگھے نے اقتدار سنبھالا، انہوں نے اخراجات میں کمی کی اور تمام اخراجات کو کم کرکے 6 کروڑ روپے ماہانہ کردیا۔(یواین آئی)

موسمیاتی تبدیلی نے نئے ریکارڈ قائم کئے

اقوام متحدہ نے بدھ کو جاری ایک بیان میں کہا کہ زمین پر موسمیاتی تبدیلیاں خطرناک حد تک بڑھ رہی ہیں اور اس کے بارے میں بتانے والے اشاریے جیسے گرین ہاؤس ایفیکٹ، گیسوں کا ارتکاز، سطح سمندر میں اضافہ، سمندر کے درجہ حرارت میں اضافہ اور سمندری پانی کی تیزابیت میں اضافہ نئے ریکارڈ تک پہنچ گیا ہے۔اقوام متحدہ کے بیان میں خبردار کیا گیا ہے کہ انسانی سرگرمیاں کرہ ارض پر سطح سمندر اور ماحول میں زبردست تبدیلیوں کا باعث بن رہی ہیں جس کے پائیدار ترقی اور ماحولیاتی نظام پر انتہائی نقصان دہ اور طویل مدتی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ ماحولیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے 2022 میں ایک طرف ہزاروں ارب ڈالر کا معاشی نقصان ہوا تو دوسری جانب ہلاکتوں میں اضافہ ہوا، ساتھ ہی خوراک اور پانی کی حفاظت اور نقل مکانی کا مسئلہ بھی بہت بڑھ گیا۔(یواین آئی)

ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ٹرین سروس یکم جون سے شروع ہوگی

ہندوستان۔بنگلہ دیش ٹرین سروس، جو دو سال سے کورونا وبائی امراض کی وجہ سے بند ہے، بالآخر یکم جون سے شروع ہو جائے گی۔اس کے علاوہ ڈھاکہ کولکاتہ روٹ پر بھی اسی دن سے تین ٹرینیں چلنا شروع ہو جائیں گی۔ بنگلہ دیش کی وزارت ریلوے نے بدھ کو یہ اطلاع دی۔(یواین آئی)

فن لینڈ کی پارلیمنٹ نے ملک کو نیٹو میں شامل ہونے کی منظوری دی

فن لینڈ کی پارلیمنٹ نے ملک کی شمالی بحراوقیانوس معاہدے کی تنظیم (نیٹو) میں شمولیت کی منظوری دے دی ہے۔ اس فیصلے کی 200 میں سے 188 اراکین پارلیمنٹ نے حمایت کی اور اس کے خلاف آٹھ ووٹ آئے۔دوسری جانب امریکی صدر جو بائیڈن نے فن لینڈ اور سویڈن کی نیٹو میں شمولیت کی بات چیت کے دوران کہا کہ وہ ان دونوں ممالک کے ساتھ مل کر کام کرنا پسند کریں گے تا کہ کسی بھی خطرے کی صورت میں محتاط رہا جاسکے۔صدر بائیڈن نے ایک بیان میں کہا ''نیٹو میں شامل ہونے کے لیے ان دونوں ممالک کی درخواستوں پر غور وخوض کے دوران امریکہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ ہم فن لینڈ اور سویڈن کے ساتھ اپنی مشترکہ سلامتی کے خاطر کسی بھی خطرے کے تئیں محتاط رہنے اور کسی بھی حملے کے خطرے کو روکنے یا اس کا مقابلہ کرنے کے لیے کام کریں گے۔مسٹر بائیڈن نے کہا کہ وہ سویڈن اور فن لینڈ کو فوجی اتحاد کا حصہ بنانے کے لیے امریکی کانگریس اور نیٹو اتحادیوں کے ساتھ مل کر کام کریں گے۔(یواین آئی)

2021 میں 59.1 ملین افراد نقل مکانی پر مجبور ہوئے

گزشتہ سال تنازعات اور قدرتی آفات کے باعث لاکھوں افراد نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔انٹرنل ڈسپلیسمنٹ مانیٹرنگ سینٹر اور ناروِیجین ریفیوجی کونسل کی ایک مشترکہ رپورٹ کے مطابق 2021 میں دنیا بھر میں 59.1 ملین افراد نے اندرون ملک نقل مکانی کی۔حالیہ چند برسوں میں ایک سال میں اندرون ملک نقل مکانی کرنے والوں کی یہ سب سے بڑی تعداد ہے۔افغانستان، میانمار، ایتھوپیا، ڈیموکریٹک ریپبلک آف کانگو سمیت کئی ممالک میں تنازعات اور قدرتی آفات کے باعث لوگ اندرون ملک نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس سال یوکرین میں جنگ کے باعث بڑے پیمانے پر یوکرینی عوام نے اندرون ملک نقل مکانی کی ہے۔لہٰذا یہ عین ممکن ہے کہ اس سال نقل مکانی کرنے والے افراد کی تعداد گزشتہ سال سے تجاوز کر جائے۔(ڈوئچے ویلے)

اقوام متحدہ کی جانب سے قابل تجدید توانائی کے نئے منصوبے کا اعلان

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انٹونیو گوٹیریش نے قابل تجدید توانائی کے پانچ نکاتی نئے منصوبے کا اعلان کیا ہے۔ اس پلان کے تحت قابل تجدید توانائی میں سرکاری اور پرائیویٹ سرمایہ کاری کو سالانہ چار ارب ٹریلین ڈالر تک لے جایا جائے گا۔گوٹیریس نے حکومتوں سے بھی کہا ہے کہ وہ اپنے ممالک میں تیل پر سبسیڈیاں دینا ترک کریں، جن کی وجہ سے کمپنیاں توانائی حاصل کرنے کے ماحول دوست طریقوں میں سرمایہ کاری نہیں کرتیں۔اگرچہ متبادل ذرائع سے حاصل کی جانے والی توانائی میں اضافہ ہوا ہے، لیکن یہ اضافہ اس قدر نہیں کہ گلوبل وارمنگ کو ست کیا جا سکے۔اقوام متحدہ کا یہ اعلان ورلڈ میٹیورولوجیکل آرگنائزیشن کی کلائمیٹ رپورٹ کے اجراء کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق گزشتہ سات برس دنیا کے گرم ترین سال تھے۔(ڈوئچے ویلے)

تعلیم و روزگار

محمد عادل فریدی

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں داخلہ امتحانات کا نظرثانی شدہ شیڈول جاری

جامعہ ملیہ اسلامیہ نے اپنے انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ پروگراموں کے داخلے کے امتحانات کے لیے ایک نظرثانی شدہ شیڈول جاری کیا ہے۔امتحانات جون کے دوسرے ہفتے سے شروع ہوں گے۔غیر CUET کورسز کے انٹری ٹیسٹ 2 جون سے شروع ہونے والے تھے۔اب نئے نوٹیفکیشن کے مطابق انٹری ٹیسٹ 11 جون سے شروع ہوں گے۔یونیورسٹی نوٹیفکیشن میں بتایا گیا ہے کہ وائس چانسلر نجمہ اختر نے داخلہ ٹیسٹ کی تاریخوں کو دوبارہ شیڈول کرنے کی منظوری دی ہے۔داخلہ امتحانات کی نظرثانی شدہ تاریخوں کے ساتھ نوٹیفکیشن کے مطابق مختلف گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ کورسز کے 126 امتحانات تقریباً ایک ماہ میں منعقد کیے جائیں گے، امتحانات 8 جولائی کو ختم ہونے والے ہیں، 25 مئی تک تمام گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ کورسز کے لیے آن لائن درخواست فارم جمع کیے جائیں گے۔اس سے قبل داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 13 مئی تھی۔(نیوز۔18)

قومی تعلیمی پالیسی کی تقریباً 200 سفارشوں پر اسی سال ہوگا عمل

مرکزی حکومت نے عندیہ ظاہر کیا ہے کہ آنے والے دنوں میں تعلیم میں اصلاحات کی مہم تیز ہوسکتی ہے۔بہت سے زیرالتوا معاملات میں بھی پیش رفت دیکھنے کو ملے گی جیسے ہائر ایجوکیشن کمیشن آف انڈیا (HEKI) اور نیشنل ریسرچ فاؤنڈیشن (NRF) کی تشکیل۔وزیراعظم کی ہدایت کے بعد وزارت تعلیم اس وقت قومی تعلیمی پالیسی (این ای پی) سے متعلق سفارشات پر تیزی سے عمل درآمد میں مصروف ہے۔اس سلسلے میں مقرر کردہ اہداف میں اس سال NEP سے متعلق تقریباً 200 سفارشات پر عمل درآمد کیا جائے گا۔اس سلسلے میں وزیر تعلیم نے ہائیر ایجوکیشن کمیشن آف انڈیا کی تشکیل کے حوالے سے ایک اہم میٹنگ کی ہے۔NEP کے نفاذ کو مزید تیز کرنے کا فیصلہ گزشتہ ہفتے وزیراعظم کی طرف سے NEP کے نفاذ کے حوالے سے بلائے گئے اعلیٰ سطحی اجلاس کے بعد کیا گیا۔اس میں وزیر تعلیم سمیت وزارت کے تمام اعلیٰ حکام اور پالیسی پر عمل درآمد سے متعلق ماہرین بھی موجود تھے۔خاص بات یہ ہے کہ وزیراعظم کے جائزے کے بعد پالیسی پر عملدرآمد کے حوالے سے وزارت میں اجلاسوں کا دور تیز ہوگیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طے شدہ اہداف پر عمل درآمد کا نئے سرے سے جائزہ لیا جارہا ہے۔اس وقت جو حکمت عملی تیار کی گئی ہے اس میں پالیسی کا بڑا حصہ اس سال لاگو کیا جائے گا۔ان سفارشات میں سے ہر ایک کو ہدف کے طور پر رکھا گیا ہے۔پالیسی سے متعلق زیادہ تر سفارشات کو اس سال بھی لاگو کیا جارہا ہے کیونکہ حکومت کو اب ایسا مناسب وقت ملنا مشکل ہورہا ہے۔حکومت 2024 کے عام انتخابات کے پیش نظر اگلے سال سے انتخابی موڑ میں داخل ہو گی۔ایسے میں اس کے لیے بڑے فیصلے لینا مشکل ہوجائے گا۔(نیوز۔18)

سعودی عرب میں 14,500 سے زائد ملازمتیں ہوگی دستیاب

سعودی عرب میں نو منصوبوں کا آغاز ہوا ہے جس میں جہاز سازی، تیل اور گیس، تعمیرات اور دفاعی شعبوں کے لیے 4 بلین ڈالر کا اسٹیل پلیٹ مل کمپلیکس اور ایک گرین فلیٹ اسٹیل کمپلیکس شامل ہے جو آٹوموٹیو، فوڈ پیکیجنگ، مشینری، آلات اور دیگر صنعتی شعبوں کے قیام کو یقینی بنائے گا۔سعودی عرب کے حکومتی ذرائع نے کہا کہ ملک میں نئے منصوبوں کے تحت 14,500 سے زیادہ ملازمتیں فراہم کی جائیں گی، وزارت صنعت اور معدنی وسائل اب غیرملکی کمپنیوں سے ایکسپلوریشن لائسنس کی 145 درخواستوں پر کارروائی کررہی ہے۔سعودی عرب کی وزارت صنعت اور معدنی وسائل نے کہا کہ اس نے کان کنی کے شعبے میں 32 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری کو راغب کرنے کے منصوبے کے تحت اسٹیل پلیٹ مل کمپلیکس اور الیکٹرک وہیکل بیٹری میٹلز پلانٹ کے لیے 6 بلین ڈالر حاصل کیے ہیں۔صنعت اور معدنی وسائل کے وزیر بندر الخوریف نے کہا کہ وزارت کا ہدف ہے کہ نو نئے منصوبوں کے ذریعے کان کنی اور معدنیات کے شعبے میں 32 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری کو راغب کیا جائے۔سعودی حکومت وژن 2030 نامی منصوبے میں سیکڑوں بلین ڈالر کی سرمایہ کاری کرکے تیل سے الگ ہٹ کر اپنی معیشت کو متنوع بنانے کی کوشش کررہی ہے۔ان منصوبوں کا مقصد مقامی اور بین الاقوامی منڈیوں میں معدنی مصنوعات کی فراہمی میں معاونت کرنا ہے۔الخوریف نے مزید کہا کہ وزارت اس وقت غیرملکی کمپنیوں سے ایکسپلوریشن لائسنس کے لیے 145 درخواستوں کا مطالعہ کررہی ہے۔پچھلے مہینے سعودی حکومت نے Lucid Grou Inc سے 50,000 سے 100,000 کے درمیان EVs خریدنے کے معاہدے پر دستخط کیے تھے، جس میں سعودی خودمختار فنڈ PIF کا زیادہ حصہ ہے۔وزیر نے کہا کہ منصوبے 14,000 سے زیادہ ملازمتیں پیدا کریں گے۔(نیوز۔18)

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں مختلف کورسز میں داخلہ شروع

ہندوستان کی مشہور اردو یونیورسٹی مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد نے نئے تعلیمی سال 23-2022 میں داخلہ کا نوٹیفکیشن نکال دیا ہے۔درج ذیل پروگرام میں آن لائن درخواست کی آخری تاریخ (داخلہ امتحان پر مبنی پروگرام) یکم جون 2022 ہے۔جبکہ میرٹ پر مبنی کورسز میں درخواست دینے کی آخری تاریخ 30 اگست 2022 تک ہے۔

داخلہ امتحان پر مبنی کورسز: ڈی ایل ایڈ، بی ایڈ، ایم ایڈ، ڈپلوما ان انجینئرنگ، ایم ٹیک، ایم سی اے، ایم بی اے اور پی ایچ ڈی پروگرامس۔

اس لنک کے ذریعے رجسٹریشن کراسکتے ہیں۔https://manuucoe.in/RegularAdmission

ای پراسپیکٹس (اردو) مندرجہ ذیل لنک سے ڈاؤن لوڈ کرسکتے ہیں۔

https://manuucoe.in/RegularAdmission/assets/pdf/2022-2023-Urdu.pdf

داخلہ کے لیے ماڈل پیپر https://manuu.edu.in/University/Old-Entrance-Papers پر دستیاب ہیں۔خواہشمند امیدوار جلد سے جلد رجسٹریشن کرائیں۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مسجدوں کی بے حرمتی کو مسلمان ہرگز گوارا نہیں کرسکتے، فرقہ پرست طاقتیں لاقانونیت پر کمربستہ ہیں اور عدالتیں بھی مظلوموں کو مایوس کررہی ہیں: آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ

۱۸رمئی کو گزشتہ رات آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کی مجلس عاملہ کا ایک ہنگامی آن لائن اجلاس طلب کیا گیا، جس میں خاص طور پر گیان واپی مسجد اور ملک کی مختلف مسجدوں اور عمارتوں کے سلسلہ میں فرقہ پرست طاقتوں نے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے، اس پر تفصیل سے غور وخوض کیا گیا۔ اجلاس کا احساس تھا کہ ایک طرف نفرت پھیلانے والی قوتیں پوری طاقت کے ساتھ جھوٹا پروپیگنڈا کررہی ہیں اور مسلمانوں کے مقدس مقامات کو نشانہ بنا رہی ہیں، دوسری طرف مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتیں جن پر دستور اور قانون کو نافذ کرنے کی آئینی ذمہ داری ہے خاموش تماشائی بنی ہوئی ہیں اس پر مستزاد جو سیاسی پارٹیاں اپنے آپ کو سیکولر اور انصاف پسند کہتی ہیں، وہ بھی خاموش ہیں، اور اس جھوٹے پروپیگنڈے کے خلاف انہیں جس طرح میدانِ عمل میں آنا چاہیے، نہیں آرہی ہیں، ان کو اس مسئلہ پر اپنا موقف واضح کرنا چاہئے۔ ہمیں امید ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنا موقف واضح کریں گی۔ نیز ملک کے دستور اور سیکولر کردار کی حفاظت کے لئے ان کی طرف سے کوئی واضح اور ٹھوس آواز بلند ہوگی۔ اجلاس کا احساس ہے کہ عدالتیں بھی اقلیتوں اور مظلوموں کو مایوس کررہی ہیں۔ ان کے اس طرز عمل کی وجہ سے لاقانونیت کا راستہ اختیار کرنے والی فرقہ فرست طاقتوں کو حوصلہ مل رہا ہے۔ گیان واپی کا مسئلہ آج سے تیس سال قبل عدالت میں شروع ہوا تھا ہائی کورٹ کے اسٹے آرڈر کے باوجود اسے آرڈر کو نظر انداز کیا گیا۔ گیان واپی پر بار بار سوٹ فائل کرنا اور پھر عدالتوں کے ذریعہ اس نوعیت کے احکامات جاری کرنا انتہائی مایوس کن اور تشویشناک ہے۔ بورڈ نے عبادت گاہوں کے متعلق 1991 کے قانون اور بابری مسجد سے متعلق فیصلہ میں اس قانون کی مزید تائید کو سامنے رکھ کر غور کرنے اور مؤثر طور پر مقدمہ کو پیش کرنے کے لئے ایک قانونی کمیٹی بنائی ہے، جو جسٹس شاہ محمد قادری، جناب یوسف حاتم مچھالہ، جناب ایم، آر شمشاد، جناب فضیل احمد ایوبی، جناب طاہر ایم حکیم، جناب نیاز فاروقی، ڈاکٹر قاسم رسول الیاس اور جناب کمال فاروقی پر مشتمل ہے۔ یہ کمیٹی تفصیل سے مسجد سے متعلق تمام مقدمات کا جائزہ لے گی اور مناسب قانونی کارروائی کرے گی۔ اجلاس میں طئے کیا گیا کہ: ضرورت پڑنے پر پُرامن عوامی تحریک بھی شروع کی جاسکتی ہے، اجلاس نے یہ بھی طئے کیا کہ: بورڈ انصاف پسند ہندو بھائیوں اور دیگر اقلیتی طبقات کو اعتماد میں لے کر مذہبی عبادت گاہوں اور مقدس مقامات کے احترام اور ان کے تحفظ کے سلسلے میں مشترکہ ذمہ داریوں پر رائے عامہ بیدار کرے گا۔ اجلاس نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ 1991 کے عبادت گاہوں سے متعلق قانون کے بارے میں وہ اپنا موقف واضح کرے، ایسے واقعات پر حکومت کی خاموشی ایک مجرمانہ فعل ہے، جو کسی بھی طرح قبول نہیں کیا جاسکتا۔ اجلاس نے مساجد کے خطباء اور علماء سے اپیل کی ہے کہ وہ آئندہ تین ہفتے جمعہ کے بیان میں مسجد کی اہمیت، شریعت میں اس کا مقام وتقدس اور مسجد کے تحفظ جیسے موضوعات پر خطاب کریں، نیز شرپسند عناصر کی طرف سے جو غلط دعوے کئے جارہے ہیں، ان کی علمی اور قانونی تردید پر خطاب فرمائیں۔ اجلاس نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ صبر کا دامن تھامے رہیں، ثابت قدمی سے کام لیں، اور اشتعال سے بچتے ہوئے لوگوں کے سامنے اپنا موقف پیش کریں، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے اجلاس کی صدارت فرمائی، بورڈ کے جنرل سکریٹری مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے کارروائی چلائی۔

جدید مبلغین کے لئے دوروزہ تربیتی پروگرام کا انعقاد

موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ شعبۂ تبلیغ وتنظیم امارت شرعیہ کے نظام کی توسیع واستحکام کے سلسلہ میں مسلسل فکرمند ہیں، آپ نے اسی فکرمندی کی بنیاد پر آپ کے حکم سے رمضان سے قبل اچھی تعداد میں مبلغین، علماء ودعاۃ بحال ہوئے، ان بحال شدہ علماء ودعاۃ کی تربیت کا ایک مرحلہ رمضان سے قبل مکمل ہوچکا تھا، البتہ دفتری امور سے متعلق کئی اہم پہلوؤں پر تربیت باقی تھی، حضرت امیر شریعت مدظلہ کے حکم سے مورخہ ۱۸/۱۹رمئی ۲۰۲۲ء بروز بدھ، جمعرات ان جدید مبلغین کے تربیتی پروگرام کا انعقاد ہوا، جس میں تنظیم امارت شرعیہ کے بنیادی تصور، اس کے قیام وتوسیع، نقباء ونائبین نقباء کی ذمہ داریاں، ان کو متحرک وفعال رکھنے کا طریقہ، تنظیمی اسفار میں دعوتی عمل کی انجام دہی، رجسٹر کی خانہ پری، مختلف قسم کے رپورٹس تحریر کرنے کی عملی مشق، اجتماعات نقباء، دورۂ وفود اور دیگر اجلاسات کی تیاری کا طریقہ، دعوتی وتنظیمی امور سے متعلق اہم قرآنی آیات اور تقریری مظاہرہ کا عمل کی تربیت راقم (مفتی) محمد سہراب ندوی نائب ناظم وانچارج تنظیم، وجناب مولانا احمد حسین قاسمی صاحب ومولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاونین نظماء امارت شرعیہ دی گئی، شرکاء نے نہایت دلچسپی اور مستعدی سے تربیت کے جملہ پروگراموں میں حصہ لیا اور پورا استفادہ کیا۔

شیخ پورہ، ویشالی، سمستی پور اور اورنگ آباد میں دارالقضاء کا قیام

امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی سربراہی میں امارت شرعیہ کے تمام شعبوں میں بڑی تیزگامی کے ساتھ ترقی ہورہی ہے، خاص طور پر دارالقضاء کا نظام وسعت وترقی کی راہ پر گامزن ہے، حضرت امیر شریعت مدظلہ نے موجودہ حالات میں دارالقضاء کی اہمیت وضرورت کے پیش نظر ہر سال دس دارالقضاء کے قیام کا ہدف متعین کیا ہے، ابھی حضرت کی امارت کو سال بھر نہیں ہوئے کہ پانچ مقامات پر نئے دارالقضاء کا قیام عمل میں آچکا ہے، اور مزید چھ جگہوں پر دارالقضاء کے افتتاح کی تیاری مکمل ہے۔ جن میں سے چار مقامات پر دارالقضاء کے افتتاح کی تاریخ متعین ہوگئی ہے؛ ان میں جامعہ محمود شیخ پورہ (۲۶رمئی ۲۰۲۲ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب)، مدرسہ فردوس العلوم لعل گنج ضلع ویشالی (۲رجون ۲۰۲۲ء بروز جمعرات صبح دس بجے)، مدرسہ ضیاء العلوم رام پور، رہوا، ضلع سمستی پور (۲رجون ۲۰۲۲ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب) اور اصلاحیہ اسلامک انگلش اسکول داؤد نگر، ضلع اورنگ آباد (۳رجون ۲۰۲۲ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب) شامل ہیں ان سبھی جگہوں پر افتتاح دارالقضاء کے موقع پر منعقد اجلاس کی صدارت امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ فرمائیں گے، اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کے ذریعہ قاضی شریعت کا اعلان بھی کیا جائے گا اور انہیں سند قضاء دی جائے گی۔ مختلف اجلاسوں میں نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب، محترم جناب انجینئر فہد رحمانی، قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء جناب مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب، مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی صاحب مفتی امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا سید محمد عادل فریدی قاسمی، جناب حافظ احتشام عالم رحمانی صاحب شریک ہوں گے، اس کے علاوہ مقامی علماء کرام اور قضاۃ کرام کی بھی شرکت ہوگی۔

سرکاری اسکولوں کے تعلیمی نظام کی زمینی حقیقت

پروفیسر مشتاق احمد

اپنے وطن عزیز ہندوستان میں بنیادی تعلیم ہو کہ اعلیٰ تعلیم، اس سلسلے میں اب تک نہ جانے کتنی سرکاری اور غیرسرکاری رپورٹیں آئی ہیں اور اس کی روشنی میں نئی پالیسیاں بھی بنائی گئی ہیں، سال 2020 میں نئی تعلیمی پالیسی پر قومی سطح پر جو بحث ومباحثہ شروع ہوا تھا وہ اب تک جاری ہے، اور اسی اثناء میں مختلف رضاکار تنظیموں کے ذریعہ بنیادی اور اعلیٰ تعلیم کے معیار کے متعلق رپورٹیں بھی شائع ہوئی ہیں، نئی تعلیمی پالیسی میں اس حقیقت کا اعتراف کیا گیا ہے کہ ہمارے ملک میں جب تک تیسرے درجہ کے طلباء اپنی مادری زبان یا دیگر زبان کے متن کی قرأت درست طریقے سے نہیں کرپاتے یا معمولی حساب بنا نہیں پاتے اس وقت تک بنیادی تعلیم کا معیار بلند نہیں ہوسکتا اور اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ جب تک بنیادی تعلیم مستحکم نہیں ہوگی اس وقت تک ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے معیار میں بھی اضافہ ممکن نہیں۔ غرض کہ تمام ماہرین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ملک کی اسکولی تعلیم کو بہتر بنایا جائے اور ثانوی درجے تک کے طلباء کو کسی بھی زبان کے متن کی قرأت پر عبور حاصل کرایا جائے۔ مگر زمینی حقیقت یہ ہے کہ اب بھی اسکولی تعلیم کے نظام میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی ہے۔ بالخصوص سرکاری اسکولوں کے معیار میں دن بدن پستی آتی جارہی ہے، اگرچہ اس کے کئی وجوہ ہیں لیکن جو سب سے بڑی وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ملک میں سرکاری اسکولوں کے اساتذہ کو تدریسی کاموں سے زیادہ غیرتدریسی سرکاری کاموں میں لگایا جاتا ہے، ایک طرف اسکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے تو دوسری طرف انہیں غیرتدریسی عمل میں شامل کرنے کی وجہ سے اسکولی بچوں کو تعلیمی ماحول نہیں مل پارہا ہے۔ حسب معمول اس سال بھی ''اثر'' یعنی Anual Status Education Report شائع ہوئی ہے، یہ رپورٹ سال 2005 سے بلاناغہ شائع کی جاتی ہے، اور اس رپورٹ میں اسکولی نظام تعلیم پر نہ صرف تبصرہ کیا جاتا ہے بلکہ معیار تعلیم کو بلند کرنے کے لئے کون سے اقدام کئے جانے چاہئیں اس کی بھی سفارش کی جاتی ہے، مگر افسوس ہے کہ گذشتہ پندرہ برسوں سے رپورٹیں شائع ہورہی ہیں اور اس پر بحث ومباحثہ بھی ہوتا ہے، مگر کوئی خاطرخواہ تبدیلی دیکھنے کو نہیں مل رہی ہے، اگرچہ گذشتہ دوسالوں سے ملک میں کورونا کی مہلک وباء نے اسکولی تعلیم کو بہت متاثر کیا ہے کہ بنیادی اور ثانوی اسکولوں کے بچے گھروں میں قید رہے ہیں اور نصاب مکمل کرنے کے لئے اسمارٹ فون کا سہارا لیا ہے۔ باوجود اس کے حکومت کی طرف سے سرکاری احکامات جاری ہوتے رہے ہیں کہ سرکاری اسکولوں میں شرح داخلہ کے لئے مہم چلائی جائے اور زیادہ سے زیادہ چھ سے چودہ سال کے بچوں کو اسکول میں داخلہ کرایا جائے اس سال کی رپورٹ میں یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ چھ سے چودہ سال کی عمر کے 96 فیصد بچوں نے اپنا داخلہ کرایا ہے، لیکن اس رپورٹ میں اس تلخ حقیقت کا بھی اعتراف ہے کہ 30 فیصد سے کم بچے ہی اپنے درجے کی نصابی کتابوں کے متن کو صحیح طریقے سے پڑھ پارہے ہیں اور معمولی سوال بنانے میں کامیاب ہیں، غرض کہ 70 فیصد بچے ابھی بھی حسب سابق محض داخلہ تو لے رہے ہیں لیکن ان کی صلاحیت میں کوئی خاطرخواہ اضافہ نہیں ہورہا ہے۔ واضح ہو کہ گذشتہ 17 نومبر کو ''اثر'' کی رپورٹ شائع ہوئی ہے اس میں ملک کی 25 ریاستوں کے 581 اضلاع میں جانچ مہم چلائی گئی تھی جن میں 75234 طلباء نے حصہ لیا۔ اس کی بنیاد پر جو رپورٹ آئی ہے وہ چونکانے والی ہے کہ اب بھی ہمارے آٹھویں درجے کے بچے تیسرے درجے کی کتابوں کے متن کو درستگی کے ساتھ قرأت نہیں کرپارہے ہیں، ہاں اس سال کی رپورٹ میں جو ایک حوصلہ بخش اشارہ شامل ہے وہ یہ ہے کہ گذشتہ سال کے مقابلہ اس سال اسکول کے داخلہ کی شرح میں تقریباً پانچ فیصد کا اضافہ ہوا ہے، اس رپورٹ میں یہ خلاصہ بھی پیش کیا گیا ہے کہ کورونا کی وجہ سے اسکولی بچوں کو اسمارٹ فون کا سہارا لینا مجبوری تھا کہ آن لائن کلاسز چلائے جارہے تھے، اس لئے گارجین کے لئے بھی یہ ضروری ہوگیا تھا کہ وہ اپنے بچوں کو اسمارٹ فون کی سہولت فراہم کرے۔ لہٰذا 2018 میں 35.5 فیصد بچوں کے پاس اسمارٹ فون تھا جب کہ 2021 میں 67.6 فیصد بچوں کے پاس اسمارٹ فون کی سہولت موجود ہے اور وہ اس کا استعمال صرف آن لائن کلاسز میں نہیں کررہے ہیں بلکہ دیگر پروگراموں میں الجھ گئے ہیں، نتیجہ ہے کہ اسمارٹ فون کے عادی بنتے جارہے ہیں، بچے کے ذہن پر بھی کثرت استعمال کے مضر اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ اس رپورٹ میں اس حقیقت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے کہ گذشتہ سال ماہ ستمبر تک 84 فیصد بچوں کو نصابی کتابیں دستیاب تھیں لیکن اس سال 92 فیصد بچوں کو نصابی کتابیں مہیا کرائی گئی ہیں۔ مگر باوجود اس کے سرکاری اسکولوں کی تعلیم کی زمینی سچائی یہ ہے کہ محض شرح داخلہ پر زیادہ زور ہے لیکن تعلیمی معیار کی بلندی کے لئے کوئی ٹھوس اقدام نہیں کئے جارہے ہیں جب کہ نئی تعلیمی پالیسی میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ بنیادی سطح کے اسکولوں میں تعلیمی معیار کو بلند کرنے کی بہت ضرورت ہے کہ پرائمری تعلیم کے بعد ہی ثانوی درجہ تک اور پھر اعلیٰ درجے تک کا سفر طے ہوتا ہے۔ اگر طلباء پرائمری سطح پر کمزور رہ جاتے تو وہ آگے بھی طرح طرح کی پریشانیوں کے شکار بنتے چلے جاتے ہیں، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرح کی رپورٹ کو محض رپورٹ تک ہی محدود نہیں رکھا جائے بلکہ اس رپورٹ کی روشنی میں اسکولی تعلیم کی خامیوں کو دور کرنے کی پہل ہونی چاہئے کہ جب تک اسکولی تعلیم کا معیار بلند نہیں ہوگا اس وقت تک اعلیٰ تعلیم کا مینارہ بلند نہیں ہوسکتا۔ جہاں تک ریاست بہار کا سوال ہے تو حکومت بہار نے تمام سرکاری پرائمری اسکولوں میں اساتذہ کی کمیوں کو دور کرنے کی مہم چلا رکھی ہے اور ثانوی درجے کے اسکولوں میں بھی مختلف مضامین کے اساتذہ کی بحالی کے لئے نئی تاریخ کا اعلان کیا گیا ہے اور دسمبر کے ماہ میں خصوصی مہم چلائی جارہی ہے کہ جن مضامین کے اساتذہ کی کمی ہے اسے دور کیا جائے۔ واضح ہو کہ اب بی۔ ایڈ پاس کرنے کے بعد قومی سطح کا اساتذہ اہلیتی ٹسٹ یا ریاستی سطح کا اساتذہ اہلیتی ٹسٹ پاس کرنا لازمی ہے۔

غرض کہ اسکول میں اساتذہ کے عہدے پر بحالی کے لئے ایس۔ ٹیٹ یا سی۔ ٹیٹ امتحان میں کامیاب ہونا لازمی ہوگیا ہے، اور یہ لازمیت محض اس لئے ہے کہ اسکولوں میں باصلاحیت اساتذہ بحال ہوسکیں، ظاہر ہے کہ اگر باصلاحیت اساتذہ بحال ہوں گے تو اس کا بالواسطہ فائدہ طلباء کو ہوگا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اسکولی اساتذہ کو دیگر سرکاری کاموں سے نجات دلائی جائے تاکہ وہ کل وقتی طور پر سرکاری اسکولوں میں پڑھنے والے متوسط طبقے کے طلباء کی ذہن سازی کرسکیں، کیوں کہ یہ تلخ حقیقت ہے کہ اعلیٰ طبقے کے طلباء کی اکثریت بڑے نجی اسکولوں کا رخ کرتے ہیں اور سرکاری اسکولوں کے معیار کو بلند کرنا ملک وقوم کے مفاد میں ہے کہ مستقبل میں معیار تعلیم کی بدولت ہی ہمارا ترقی پذیر ملک ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں شامل ہوسکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

کشمیر کا تعلیمی نصاب سیاسی نظریات کی نذر

کشمیر میں بی جے پی کی جانب سے منتخب لیفٹنٹ گورنر منوج سنہا، مسلح عسکریت پسندوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے بھارتی فوجیوں کی ''قربانیوں'' کو بحران زدہ خطے کے تعلیمی نظام میں شامل کر کے نصاب بدلنا چاہتے ہیں۔گزشتہ ہفتے منوج سنہا نے ایک سیمینار سے مخاطب ہو کر اس بات کا اعادہ کیا کہ برطانوی سامراج سے ''بھارت کی جدوجہد آزادی میں جموں وکشمیر کے جن افراد نے اپنا کردار نبھایا تھا ان کی قربانیوں کو جلد ہی کشمیر کے تعلیمی نصاب میں شامل کرلیا جائے گا۔یہ لوگ تاریخ کی کتابوں سے غائب ہو گئے ہیں۔اب وقت آ گیا ہے کہ سماج کے تئیں ان کی خدمات کو اجاگر کیا جائے۔''

لائحہ عمل تیار کرنے کی تیاری

جموں کی سینٹرل یونیورسٹی کے زیر اہتمام ''آزادی کا امرت مہوتسو'' پروگرام کے تحت ''آزاد ہندوستان اور جموں وکشمیر'' کے زیرعنوان اس سیمینار میں منوج سنہا نے اپنے ویڈیو خطاب میں کہا: ''یہ پروگرام ایک سنہرا موقع ہے کہ بھارت کی آزادی میں اپنا کردار ادا کرنے والے جموں وکشمیر کے ہیروز کی جدوجہد اور قربانی کو تعلیمی نصاب میں شامل کر کے انہیں صحیح خراج تحسین پیش کیا جائے۔''

جموں وکشمیر لیفٹنٹ گورنر کے ترجمان کے بقول منوج سنہا نے تعلیمی نصاب میں تبدیلیاں کرنے کے حوالے سے بھارتی دانشوروں اور محققین پر زور دیا کہ وہ ایک لائحہ عمل تیار کریں۔ان کے بقول ''مقبول شیروانی، پرتھوی ناتھ کول، راجیند رسنگھ، غلام نبی میر، سروانند کول پریمی، پریم ناتھ ڈوگرا اور حکیم عبدالرشید جیسی عظیم شخصیات کی قربانیوں کو بھولنا نہیں ہے۔ان کی جدوجہد موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ان کی قربانیوں کو تعلیمی نصاب میں شامل کرنے سے جموں وکشمیر مضبوط ہوگا اور تبھی ''ایک بھارت شریشٹھ بھارت'' کا خواب پورا ہوگا۔''

زبردستی کی قوم پرستی

ناقدین منوج سنہا کے ایسے اقدامات کو ''زبردستی کی قوم پرستی'' قرار دے رہے ہیں۔وادی کشمیر میں بین الاقوامی قانون کے ماہر اور ریٹائرڈ پروفیسر نے ڈی ڈبلیو کو بتایا، ''جموں وکشمیر میں اگست 2019 کے بعد سے نئی فلم پالیسی، نئی میڈیا پالیسی اور نئی صنعتی پالیسی بنائی گئی اور اب تعلیمی نظام کو درہم برہم کیا جارہا ہے۔بندوق کی نوک پر تاریخ کو مسخ کرنے اور زبردستی کی قوم پرستی ایک خطرناک کھیل ہے، جس کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔''ان کے مطابق ایسا روس میں اسٹالن اور جرمنی میں ایڈولف ہٹلر جیسے حکمرانوں نے کیا تھا، آمرانہ سوچ رکھنے والوں کا یہی شیوہ ہے کہ وہ تاریخ کو مسخ کرتے ہیں، مظلوم عوام کی یادداشت کو مٹادیتے ہیں اور پھر نئی تاریخ لکھنا چاہتے ہیں۔لیکن تاریخ کسی کو بخشتی نہیں ہے۔

تعلیمی نصاب میں ممکنہ تبدیلیوں سے قبل جموں وکشمیر میں متعدد سرکاری اسکولوں اور اہم شاہراہوں کے نام بھی تبدیل کردیے گئے۔جنوبی کشمیر کے شوپیان ضلع میں گورنمنٹ ڈگری کالج کا نام اب امتیاز میموریل کردیا گیا ہے۔اسی طرح وادئ کشمیر کے علاوہ جموں کے مختلف علاقوں میں بھی کئی سرکاری اسکولوں اور ڈگری کالجوں کے نام تبدیل کردیے گئے ہیں۔تبدیلی کے لیے کشمیر میں مسلح عسکریت پسندوں کے ہاتھوں مارے گئے بھارتی فوجی، نیم فوجی دستوں اور مقامی پولیس کے اہلکاروں اور کشمیری پنڈتوں کے نام استعمال کیے گئے ہیں۔

جموں وکشمیر کی سابق وزیراعلیٰ محبوبہ مفتی کے مطابق، دفعہ تین سوستر کے خاتمے کے بعد سے ہی کشمیری عوام کو متعدد چیلنجوں کا سامنا ہے۔بھارتیہ جنتا پارٹی کے ایجنڈے پر آئے روز نئے قوانین متعارف کرائے جارہے ، ہماری زمینیں ہڑپ کی جارہی ہیں، میڈیا کو نشانہ بنایا جارہا ہے اور ہندو مسلم کا کھیل کھیل کر بھاجپا ایسی آگ لگا رہی ہے، جسے بجھانا مشکل بن جائے گا۔

سری نگر کے ایک پرائیویٹ اسکول کے مہتمم نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر ڈی ڈبلیو کو بتایا کہ اب تو کتابوں سے بھارت کی آزادی میں اہم کردار ادا کرنے والے مسلم رہنماؤں سے متعلق مضامین بھی غائب ہو رہے ہیں، ''میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا سرسید احمد خان نے تعلیم کے شعبے کے لیے کچھ نہیں کیا ہے؟ مولانا ابوالکلام آزاد کی جدوجہد نہیں تھی؟ کیا صرف موہن داس کرم چند گاندھی اور سردار پٹیل ہی نے سب کچھ کیا؟ جو کچھ بھی ہورہا ہے ہرگز صحیح نہیں ہے لیکن ہم کیا کرسکتے ہیں، ہم سب خاموش تماشائی بن کر رہ گئے ہیں۔''

اس سے قبل حال ہی میں بھارت میں نامور شاعر فیض احمد فیض سے منسوب عنوانات، شاعری اور مغلیہ دور سے وابستہ مضامین کو مرکزی تعلیمی نظام سینٹرل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن (سی بی ایس ای) کے 2022-23 سیشن کے نصاب سے ہٹا دیا گیا تھا۔یہ غیر معمولی تبدیلیاں دسویں، گیارہویں اور بارہویں جماعت کی تاریخ اور سیاست کی درسی کتابوں میں کی گئی ہیں۔

نئی دہلی سے شائع ہونے والے اخبار ''دی ہندوستان ٹائمز'' کے مطابق مرکزی تعلیمی نظام سے کئی اہم موضوعات غائب کردیے گئے ہیں، جن میں غیروابستہ تحریک 'افریقہ اور ایشیاء میں اسلامی سلطنت کا عروج، صنعتی انقلاب اور سرد جنگ قابل ذکر ہیں۔

کانگریس پارٹی کے رہنما راہول گاندھی نے تعلیمی نصاب میں چھیڑ چھاڑ کو بھاجپا کا سیاسی ایجنڈہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ راشٹریہ شکھشا شریڈر ہے۔دراصل ان کا نشانہ بھارت کو ہندو راشٹر بنانے والی راشٹریہ سویم سیوک سنگھ نامی تنظیم ہے۔بھارت میں کانگریس کے علاوہ بائیں بازو کی جماعتوں نے بھی تعلیمی نظام میں تبدیلی اور نصاب میں اہم موضوعات حذف کرنے پر بھاجپا پر سخت تنقید کی ہے۔**(بحوالہ ڈوئچے ویلے)**

یوکرین پر حملے سے عالمی غذائی بحران کا خطرہ بڑھ گیا: اقوام متحدہ کی تنبیہ

اقوام متحدہ نے خبردار کیا ہے کہ یوکرین پر روسی حملے کی وجہ سے آنے والے مہینوں میں خوراک کی عالمی قلت کا بحران پیدا ہوسکتا ہے۔ادھر یوکرین کا کہنا ہے کہ یہ جنگ طویل ہوگی اور قبضہ کیے گئے علاقے روس سے واپس لیے جائیں گے۔اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انٹونیو گوٹیرش کا کہنا ہے کہ یوکرین جنگ کی وجہ سے غریب ممالک میں بڑھتی ہوئی قیمتوں نے غذائی عدم تحفظ کو مزید ہوا دی ہے۔انہوں نے کہا کہ اگر یوکرین کی برآمدات کو جنگ سے پہلے کی سطح پر بحال نہ کیا گیا تو دنیا کو برسوں تک قحط کا سامنا بھی کرنا پڑسکتا ہے۔

بدھ کے روز نیویارک میں اس موضوع پر بات کرتے ہوئے گوٹیرش نے کہا کہ اس تنازعے سے لاکھوں لوگوں کو غذائی عدم تحفظ کی طرف جانے کا خطرہ لاحق ہے، جو بعد میں غذائی قلت، بڑے پیمانے پر بھوک اور قحط سالی کا روپ اختیار کرسکتی ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ اگر ہم مل کر کام کریں تو ہماری دنیا میں اب بھی کافی خوراک موجود ہے۔لیکن جب تک ہم اس مسئلے کو حل نہیں کرتے، ہمیں آنے والے مہینوں میں خوراک کی عالمی قلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔سکریٹری جنرل انٹونیو گوٹیرش نے جنگ سے جڑے مسائل کی وجہ سے آنے والے مہینوں میں عالمی خوراک کی قلت سے متعلق آگاہ کرتے ہوئے اس امید کا بھی اظہار کیا کہ انہیں توقع ہے کہ اگر کوششیں کی جائیں تو اس بحران کو ٹالا بھی جاسکتا ہے۔ان کا کہنا تھا کہ یوکرینی اناج کی ترسیل کو دوبارہ شروع کرنے اور روسی کھاد کی برآمدات کو بحال کرنے کے لیے وہ روس، یوکرین، ترکی، امریکہ اور یورپی یونین کے ساتھ گہرے رابطے میں ہیں۔اقوام متحدہ میں امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن کی میزبانی میں ہونے والی فوڈ سکیورٹی کی میٹنگ کے دوران سکریٹری جنرل نے کہا کہ میں پرامید ہوں کہ ابھی بھی ایک راستہ باقی ہے۔سیکورٹی، اقتصادی اور مالیات سے متعلق پیچیدہ صورت حال سے نمٹنے کے لیے سبھی کی جانب سے خیرسگالی کی ضرورت ہے۔

عالمی سطح پر روس اور یوکرین مجموعی طور پر 30 فیصد گندم برآمدات کرتے ہیں لیکن جنگ کی وجہ سے یہ سلسلہ رک گیا ہے، جس کی وجہ سے سپلائی متاثر ہوئی ہے۔اقوام متحدہ کے مطابق اس وقت بیس لاکھ ٹن سے بھی زیادہ گندم کی کھیپیں یوکرین کی بندرگاہوں پر پھنسی پڑی ہیں۔برآمدات میں کمی کے سبب دنیا کے بیشتر حصوں میں قیمتیں پہلے ہی آسمان کو چھو رہی تھیں تاہم چند روز قبل جب بھارت نے بھی گندم کی برآمدات پر پابندی عائد کرنے کا اعلان کیا تو اس میں مزید اضافہ ہوگیا۔ادھر جرمن وزیر خارجہ اینالینا بیئربوک نے بدھ کے روز ماسکو پر یہ کہہ کر شدید تنقید کی کہ یوکرین پر روسی حملے سے پہلے ہی غذائی عدم تحفظ کا سامنا کرنے والے افراد کی تعداد میں اضافہ ہورہا تھا تاہم ماسکو نے حملہ کر کے مشکل صورتحال کو مزید خراب کردیا ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ روس نے اناج کی ایسی جنگ شروع کی ہے کہ جس سے خوراک کا ایک عالمی بحران پیدا ہوگیا ہے۔وہ یہ سب ایک ایسے وقت میں کررہا ہے، جب لاکھوں لوگوں کو پہلے ہی سے بھوک کے خطرات کا سامنا تھا، خاص طور پر مشرق وسطیٰ اور افریقی ممالک میں۔امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن نے بھی جرمن وزیر خارجہ کے ان خیالات کی تائید کی اور کہا کہ دنیا کو ہمارے دور کے سب سے بڑے عالمی غذائی تحفظ کے بحران کا سامنا ہے، جو روسی صدر ولادیمیر پوٹن کی پسند کردہ جنگ کے باعث مزید شدید ہوگیا ہے۔

ادھر یوکرین کے صدر وولودیمیر زیلنسکی نے اپنے ویڈیو خطاب میں یوکرین کی عوام سے اپنے ملک میں ایک طویل جنگ کے لیے تیار رہنے کے لیے کوشش کرنے پر زور دیا۔انہوں نے کہا کھیرسون، میلیتوپول، برڈیانسک، ایزوڈار، ماریوپول جیسے ہمارے وہ تمام شہر اور قصبے، جن پر روس نے قبضہ کرلیا ہے، وہ بس عارضی قبضے میں ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یوکرین انہیں واپس لے کر رہے گا۔تاہم انہوں نے یہ بھی کہا کہ میدان جنگ کے حالات اس بات کا تعین کریں گے کہ اس علاقے کو یوکرین کے کنٹرول میں واپس آنے میں کتنا وقت لگ سکتا ہے۔دارالحکومت کیف سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا ''ہم اسے جلد از جلد واپس لینے کی کوشش کررہے ہیں۔ہم قابضین کو نکالنے اور یوکرین کی حقیقی سلامتی کی ضمانت دینے کے لیے پرعزم ہیں۔''اس دوران یوکرین نے بڑے پیمانے پر فوج کی تعیناتی اور مارشل لاء کے نفاذ میں مزید 90 دنوں کے اضافے کا اعلان کرتے ہوئے 23 اگست تک اسے بڑھا دیا ہے۔

دوسری طرف اقوام متحدہ کے ادارہ برائے اطفال یونیسیف کی جانب سے کہا گیا ہے کہ خوارک کی انتہائی قلت کے شکار بچوں کی زندگیاں بچانے کے لیے علاج کے اخراجات میں 16 فیصد اضافہ ہوسکتا ہے۔یونیسیف کے مطابق ریڈی ٹو یوز تھیرو پیٹک فوڈ یعنی آر یو ٹی ایف کے لیے درکار خام اجزاء کی قیمتوں میں اضافے کا اثر ان بچوں کی زندگیاں بچانے پر بھی ہوسکتا ہے۔عالمی ادارے کے مطابق اگر اس شعبے میں اگلے چھ ماہ کے لیے مزید سرمایہ جمع نہ ہوا، تو چھ لاکھ بچے اپنے اس انتہائی ضروری علاج سے محروم ہوسکتے ہیں۔واضح رہے کہ انتہائی غذائی قلت کے شکار بچوں کو توانائی سے بھرپور پیسٹ دیا جاتا ہے، جو مونگ پھلی، تیل، شکر اور دیگر اجزاء سے تیار کیا جاتا ہے۔یونیسیف کے مطابق اس خصوصی خوراک کا ایک ڈبہ 150 پیکٹس پر مشتمل ہوتا ہے، جو انتہائی ناکافی غذائی حالت کے شکار کسی بچے کے لیے چھ سے آٹھ ہفتے تک کافی ہوتا ہے، یوں یہ بچے اس صورتحال سے باہر نکل جاتا ہے، یہ ڈبہ اوسطاً 41 ڈالر کا تھا۔لیکن اب اس کی قیمت میں 16 فیصد اضافہ دیکھا جارہا ہے۔عالمی ادارے کے مطابق موجودہ صورت حال میں اس اضافی قیمت سے نمٹنے کے لیے یونیسیف کو 25 ملین ڈالر درکار ہوں گے۔عالمی ادارے کے انتباہ کے مطابق فوڈ سکیورٹی پر دیگر کئی عوامل بہ شمول ماحولیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے پہلے ہی خاصا دباؤ ہے اور ایسے میں صورتحال ''تباہ کن'' شکل اختیار کرسکتی ہے۔

یونیسیف کے مطابق یوکرینی جنگ سے پہلے بھی انتہائی غذائی قلت کے شکار تین میں سے دو بچوں کو اس خصوصی خوراک کی عدم دستیابی کا مسئلہ درپیش تھا تاہم اب فوڈ سکیورٹی کو لاحق خطرات اور خدشات کی وجہ سے یہ حالت مزید بگڑ رہی ہے۔**(بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)**

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے چند غیر مطبوعہ خطوط

مولانا طلحہ نعمت ندوی

’’حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری کی عبقری شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے، وہ تحریک ندوۃ العلماء کے بانیوں میں اور اس کے ناظم اول تھے، وہ علم وفضل اور شریعت وطریقت کا مجمع البحرین تھے، حضرت کی شخصیت وکمالات پر متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں، ہمارے فاضل دوست مولانا طلحہ نعمت ندوی نے تلاش وجستجو سے مولانا مونگیری کے کچھ غیر مطبوعہ خطوط دریافت کئے ہیں جن سے مرحوم کی دینی خدمات کے ساتھ ان کے قیمتی پند ونصائح پر روشنی پڑتی ہے، ذیل میں موصوف کے شکریہ کے ساتھ اس نعمت غیر مترقبہ کو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے‘‘ (ادارہ)

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کے یہ مکاتیب ان کے ایک جلیل القدر خلیفہ مولانا عبدالرحیم مونگیری کے نام ایک مسودہ میں محفوظ تھے، جو جامعہ رحمانی مونگیر کے کتب خانہ میں موجود ہے۔اس کے آغاز میں ان کے تذکرہ میں لکھا ہے۔

’’موصوف قصبہ گوگری ضلع مونگیر (شاید اب ضلع کھگڑیا کمشنری مونگیر) کے رہنے والے تھے، آپ نے ضلع مونگیر اور ضلع بھاگلپور کے دور دراز دیہاتوں میں گھوم گھوم کر اسلام کی تبلیغ کی۔آپ کے ہاتھ پر ہزاروں اشخاص تائب ہوئے اور سیکڑوں کی اصلاح ہوئی، اپنے مرشد کے عاشقوں میں تھے۔معلوم نہیں یہ تحریر کس کی ہے، لیکن اس جلیل القدر عالم کے حالات نہیں ملتے، خلفاء کے ضمن میں بھی ان کا ذکر نہیں آتا۔حضرت مونگیری کے ان مکاتیب سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا انداز اصلاح وتربیت کیا تھا اور انہوں نے قادیانیت کے ازالہ کے لئے کیا کچھ کوششیں کیں۔سیرت محمد علی مونگیری میں اس مجموعہ سے استفادہ کیا گیا ہے لیکن جزوی طور پر اس کا مکمل حوالہ نہیں ہے۔اس مجموعہ میں مکتوب الیہ کے نام اور بھی متعدد خطوط ہیں جو خانقاہ رحمانی ہی سے لکھے گئے ہیں، دو خط نظیر احسن کے نام سے ہے، شاید یہ خانقاہ کے خدام میں تھے، اس لئے اس مکتوب کے ساتھ ہی ان کا خط ہے، کہ یہ خلافت نامہ ہے اس لئے مٹھائی چاہئے۔ایک خط بالکل حضرت والا کی آخری زندگی کا ہے جس میں یہ اطلاع ہے کہ حضرت والا کی حالت بہت نازک ہے آپ آکر زیارت کرلیں۔ایک خط حضرت مونگیری کے نواسے جناب مولانا محمد اسحاق صاحب کا ہے، جو ایک ممتاز عالم تھے اور حضرت مونگیری کی وفات کے ایک سال کے اندر ہی میں عالم شباب میں وفات پائی۔ان کا مکتوب خود حضرت والا ہی طرف سے جواب کے طور پر لکھا گیا ہے، گویا لکھوایا گیا ہے لیکن املا نہیں ہے کہ اسے حضرت مکتوب کا نگار کی تحریر سمجھی جائے۔دو تین مکاتیب حضرت مونگیری کے بڑے صاحبزادے اور جانشین اول حضرت مولانا لطف اللہ صاحب کے قلم سے ہیں، ایک مکتوب خود حضرت والا کی حیات ہی میں لکھا گیا ہے اور اس میں حضرت کی علالت کا ذکر ہے، دو ان کی وفات کے بعد مسند سجادگی سے ارسال کیا گیا ہے۔ایک مکتوب میں بقلم فضل اللہ لکھا ہے، یہ مولانا کے نبیرہ مشہور عالم مولانا فضل اللہ جیلانی ہین، جن میں حضرت والا نے املا کرایا ہے۔بہرحال یہ خطوط پیش خدمت ہیں جن میں حضرت والا کی دینی خدمات اور سرگرمیوں کے ساتھ ہمارے لئے پند ونصائح کا اہم سرمایہ اور تربیت کا سامان بھی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبی میاں عبدالرحیم سلمہ اللہ تعالی

مجھے معلوم ہوا ہے کہ کوئی قادیانی رسالہ اسرار نہانی تمہاری طرف تقسیم کر رہا ہے، عجب نہیں کہ وہ سعید مختار ہو یا اور کوئی پوشیدہ قادیانی تم کو معلوم ہوگا کہ گروہ قادیانی سخت گمراہ فرقہ ہے، مرزا غلام احمد جوان کا پیر ہے وہ ظاہر میں تو مسلمان ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق اپنے کو کہتا ہے، باطن میں وہ اسلام کا مخالف ہے۔آہستہ آہستہ اس نے اسلام کے خراب کرنے کی بہت تدبیریں کیں، اگر کچھ دنوں اور زندہ رہتا تو دعوائے خدائی کرتا۔مونگیر اور بھاگلپور میں جب ان کا بہت زور ہوا اور میں نے دیکھا کہ بہت لوگ گمراہ ہوجائیں گے تو پہلے میں نے مناظرہ کرایا جس میں ان کی ایسی شکست ہوئی کہ کہیں نہیں ہوئی تھی، اور بہت ذلیل وخوار ہوئے۔اس کے بعد انہوں نے اس دینی ذلت خواری کا نام فتح عظیم رکھا۔خیر اس کے بعد باوجود ضعف وعلالت کے مسلمانوں کی نظر وخیر خواہی کی نظر سے مرزا کے حالت کے اظہار میں رسالے لکھے۔

قرآن مجید اور حدیث سے اور اس کے خود اقرار سے اس کا کاذب ہونا ثابت کیا اور اس کا تمام گروہ ان کے جوابات سے بالکل عاجز ہوئے تو انہوں نے یہ رسالہ اسرار نہانی سب نے مل کر لکھا، اور اس میں دو فائدے انہوں نے سوچے، ایک یہ کہ ہم یا ہماری جماعت اس طرف متوجہ ہوگی اور ہمیں اعتراضوں کی بوچھار سے نجات ملے گی مگر یہ اس کا خیال خام ہے۔انبیا علیہم السلام کو منکروں نے بہت کچھ گالیاں دی ہیں، اولیاء کرام کو بہت کچھ برا بھلا کہا ہے مگر انہوں نے کچھ پرواہ نہیں کی جوان کا کام تھا وہ کئے گئے یہاں بھی ان شاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔دوسرا فائدہ انہوں نے یہ سوچا کہ عوام کے ذہن میں میری برائیاں بیٹھا کر انہیں مرزا کی طرف متوجہ کریں اور انہیں مرزائی بنائیں، البتہ یہ بات خطرے کی ہے۔ ہمارے علم میں تو دو شخص تو یہیں کے اس کام کے لئے نوکر ہوئے ہیں ایک کی تنخواہ (۴/روپے) اور دوسرے کی تنخواہ (۵ روپے)، جس نے یہ رسالہ لکھا ہے، اس کی تنخواہ (۵ روپے) ہے۔تمام مسلمانوں کا خصوصاً ہمارے محبین کا یہ فرض ہے کہ جہاں تک ہوسکے اس فتنہ کو فرو کریں۔تمام نواح میں ناواقف مسلمانوں کی اطلاع دیں کہ ایک ایسا گروہ شخص رسالہ تقسیم کرتا پھرتا ہے، جس میں محض غلط اور جھوٹی باتیں محض اسی غرض سے لکھی ہیں کہ لوگوں کو گمراہ کریں۔میں تم سے کہتا ہوں تم سے جہاں تک ہوسکے اس گمراہ کا پیچھا کرو، جہاں جہاں وہ جائے تم بھی جاؤ اور دو باتیں کرو، اول یہ کہ جو غرباء معذور ہیں یہاں نہ آسکیں ان کو ہماری طرف سے بیعت کرو اور سلسلہ رحمانیہ میں داخل کر کے انہیں ایسی ہدایات کرو کہ وہ اس سلسلہ کے عاشق ہوجائیں اور کسی گمراہ کی باتوں کا ان پر اثر نہ ہو۔میں تم کو زبانی بھی کہہ چکا ہوں اور اس وقت خاص کر تم کو لکھ رہا ہوں تاکہ خوب مستعدی سے اس کام کو کرو۔اور دیکھو اللہ کے واسطے کرو، جب انسان اللہ کا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی اس کے سب کاموں کا کفیل ہوتا ہے، اس پر ایمان ہونا چاہیے۔

دوسری بات یہ کہتا ہوں کہ اس اطراف میں مرزا غلام احمد قادیانی کی حالت کو ظاہر کرو اور حکیم خلیل جو رسالہ کا مولف کہلاتا ہے وہ یہیں مونگیر میں ایک عورت کرشتانی سے پھنس کر کرشتان ہوا مگر ان کے یہاں اس کی کچھ پوچھ نہ ہوئی، اس لئے پھر مسلمانوں میں آکر قادیانی ہوگیا ان کی ۵ تنخواہ ہوگی، اس بنا پر اس نے اس رسالہ میں جھوٹی باتیں لکھی ہیں، اب بالفعل وہ بنگال میں بھیجا گیا ہے۔اب تمہیں چاہیے کہ ہر ایک سے ملاقات کر کے اس کی حالت کہو۔جلسے کراؤ، اور اس میں ان کے حالات بیان کرو۔جس مقام کے لوگ نہایت غریب ہیں ان سے کہو کہ ہم مولود شریف پڑھیں گے تم سنو شیرینی وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔اور میں اور تمام محبین سے کہتا ہوں کہ وہ تمہاری مدد کریں ہم کو ہر جگہ بھیجیں۔اب تم برابر اپنے حالات سے ہم کو اطلاع دیتے رہو، یہاں سے رسائل قادیانی کے متعلق منگا کر لوگوں کو دو اور اس خط کی متعدد نقلیں کر کے جو ہمارے احباب ہیں ان کو دو تم نے اپنا پورا پتہ نہیں لکھا، ایسا نہ کیا کرو، جہاں ہو وہاں کا پورا پتہ لکھو۔ان شاءاللہ تعالی اس اسرار نہانی کے نسبت ایک اعلان یہاں سے شائع کیا جائے گا۔جو وہاں گدام دار ہیں ان کے نام و پتہ سے مجھ کو اطلاع دو تاکہ اگر تم نہ ہو تو ان کے بہت سے خط بھیجا جائے وہ تمہارے پاس بھیج دیا کریں۔

والسلام محمد علی عفی عنہ از مونگیر ۱۸ جمادی لاآخر یوم سہ شنبہ

باسمہ تعالی

محبّ الفقراء السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خط تمہارا پہنچا، حالت معلوم ہوئی، قریب دو ہفتہ ہوتا ہے کہ میری طبیعت ایسی خراب ہوگئی کہ میرے احباب کو نا امیدی ہوگئی تھی لیکن اب خدا کا فضل ہے، ضعف ونقاہت غایت درجہ پر ہے۔ہر مصیبت کے وقت میں خصوصاً اور ہر وقت عموماً اگر پیر کی سچی محبت دل میں ہے اور اسی محبت بھرے دل سے خدا کو یاد کرو گے تو تمام کام تمہارے اللہ تعالی حسب خواہ کرے گا۔مجھے لکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔دعا کرو، اللہ انجام بخیر کرے۔آمین والسلام: محمد علی عفی عنہ

بسم اللہ تعالی

محبی عزیزی میاں عبدالرحیم سلمہ اللہ تعالی

میں ۲۹ ربیع الثانی کو مالدہ سے واپس آگیا ہوں۔اللہ تعالی تمہیں نیک کام کی توفیق دے۔اے عزیز! میں تم سے ناخوش نہیں ہوں، اس وقت تم بہت ضروری کام کر رہے ہو، اس وقت کے لحاظ سے یہ کام بہت ضروری ہے۔اگر ناخوش بھی کسی وقت ہوں تو محض تمہاری اصلاح کے لئے ایسا نہ ہو کہ تمہارا نفس شرکش ہوجائے اور تم میں خودی آجائے۔مرشد بطور طبیب کے ہے، مریض کی جس وقت جو حالت ہوتی ہے وہ وقت کے مطابق اصلاح کرتا ہے، اب اس سے مریض جو سمجھے۔جس طرح بیٹے کی اصلاح باپ کرتا ہے۔ہاں جو کام کرو اخلاص سے کرو، اس میں کوئی نفس کا شائبہ نہ ہو۔یہ بھی خیال نہ ہو کہ میرے ذریعہ سے اتنے لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔اور باتیں وقت ملاقات ہوں گی۔احباب سے سلام مسنون کہو۔والسلام محمد علی عفی عنہ

بسم اللہ تعالی

محبّ الفقر۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط تمہارا پہونچا، حال معلوم ہوا، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی تم کو ہر مصیبت سے نجات دے اور قرض بھی ادا کردے، اور اللہ پر بھروسہ رکھو، وہ رب العالمین ہے، وہ تمہارے حال اور تمہاری ضرورت سے واقف ہے، کوئی سامان ضرور کر دے گا۔اولیاء انبیاء پر کیسی کیسی مصیبت اور تکلیف پہنچی ہے مگر وہ بھی گھبرائے نہیں، تم بھی ان کی راہ وطریقہ اختیار کر کے تائید غیبی کے منتظر رہو۔والسلام محمد علی ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۴۳ھ

بسم اللہ تعالی

محبی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کارڈ آیا، حالت معلوم ہوئی، تمہاری اس توجہ سے طبیعت خوش ہوئی، اللہ تعالی تمہیں خوش رکھے آمین تمہارے لکھنے کے بنا پر وہاں کے لوگوں کو بلایا گیا ہے اور تمہیں چند رسائل بھی جو قادیانی کے بھیجے جاتے ہیں، اسے خود تم بھی غور سے دیکھو اور اس قادیانی کو بھی جا کر دکھاؤ، اس میں ایک رسالہ چشمہ ہدایت کی صداقت ہے، اس میں ایک مرزا کا قول نقل کیا گیا ہے، جس میں وہ لکھتا ہے کہ مہدی علیہ السلام کے نزول کی علامت یہ ہے کہ تمام کافر اسلام لے آئیں گے اور دنیا سے فسق وفجور اٹھ جائے گا۔اب اس سے دریافت کرو اور کہو کہ جب مرزا مہدی ہو کر دنیا میں آیا تو کون سا فسق وفجور دنیا سے اٹھ گیا اور کون سے کافر اسلام لائے۔اور ایک کتاب چیلنج محمدیہ ہے جس میں مرزا کے اقراروں سے خود اسے جھوٹا ثابت کیا گیا ہے۔اور مندرجہ ذیل کتابیں جاتی ہیں۔چشمہ ہدایت کی صداقت بیج حمدیہ صحیفہ دیر (۸) صحیفہ محمدیہ ۳ اسے تم بھی دیکھو اور اسے بھی دکھاؤ اور کہو کہ مرزا کی یہ حالت ہے، جہاں تم نے خط کے ذریعہ لوگوں کو بلانے کے لئے لکھا ہے، انہیں بھی خط لکھ دیا گیا ہے، اور تمہارے کہنے کی بنا پر بیرنگ روانہ کیا جاتا ہے، ایسا تو نہ ہو کہ بیرنگ کی وجہ سے کوئی خط نہ لے، مناسب تو یہ ہے کہ جو رسالے بھیجے جاتے ہیں اسے تم خود دیکھو اور وہاں جاؤ وہاں میں نے لکھ دیا ہے کہ عبد الرحیم کو میں نے اجازت دی ہے۔اس سے وہ اور بھی جھوٹا ہوجائے گا۔والسلام: محمد علی از خانقاہ رحمانی مونگیر

باسمہ تعالی

محبی، وعلیکم السلام وبرکاتہ

محبت نامہ پہونچا، جو کام ہو اللہ ہی کے لئے ہو۔نفس میں کسی قسم کا کبر نہ ہونے پاوے۔شیطان چونکہ آدمی کا دشمن ہے، طرح طرح کے فریب اسے دیتا ہے، اس سے ہوشیار رہنا چاہیے، اللہ تعالی تمہیں بار دین سے سبکدوش فرمائے۔آمین والسلام محمد علی۔

﴿اعلان داخلہ﴾

جامعۃ المؤمنات الاسلامیہ

AL MOMENAT ISLAMIC GIRLS SCHOOL PATNA

فیڈرل کالونی، عیسیٰ پور، پھلواری شریف پٹنہ۔۸۰۱۵۰۵، موبائل: 9798203144_8340706164

بانی: امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین رحمة الله علیه

☆ لڑکیوں کیلئے اسلامی ماحول میں دینی وعصری تعلیم ☆ باصلاحیت معلمات کی نگرانی میں بہار بورڈ اور سی بی ایس سی نصاب کے مطابق میٹرک تک تعلیم، ساتھ میں پانچ سالہ عالمیت کورس ☆ صحت مخارج کے ساتھ قرآن کی تعلیم پر خاص توجہ ☆ نصاب میں کمپیوٹر، دستکاری اور امور خانہ داری شامل ☆ پانچ منزلہ کشادہ وخوبصورت عمارت میں مناسب فیس پر قیام وطعام اور دیگر ساری سہولیات موجود، داخلہ کی کاروائی جاری، جلد رابطہ کریں۔

آپ ہمیں اپنی بچی دیں، ہم انہیں اچھی تعلیم وتربیت دے کر ایک تعلیم یافتہ، نیک سیرت اور وفاشعار بیٹی بنا کر آپ کے حوالہ کریں گے ان شاءاللہ۔

عبدالواحد ندوی
ناظم جامعۃ المومنات وصدر شعبۂ عربی صغریٰ کالج

مغربی تہذیب کے دراز ہوتے سائے

مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ

مغربی تہذیب دنیا پر اتنی چھا گئی ہے اور ہوا کی طرح سرایت کر گئی ہے کہ کوئی قوم بھی اس سے اپنا دامن نہیں بچا سکتی اور اس کے سائنسی علوم اور ٹکنالوجی کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتی، انسانی تہذیب کوئی جامد چیز نہیں، بلکہ ارتقاء پذیر ہے، اس کا قدم برابر آگے بڑھتا رہتا ہے، جو قوم بھی اس ارتقاء کا ساتھ نہ دے گی اور دوسری تہذیبوں کی مفید چیزوں کو قبول نہ کرے گی وہ ترقی کے میدان میں پیچھے رہ جائے گی، اور اس کا زندہ رہنا مشکل ہو جائیگا، اس لیے مختلف قوموں کے درمیان تہذیبی لین دین کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے، لیکن ہر قوم کا مزاج اس کی روایات اور اس کا کلچر جدا ہوتا ہے جس پر اس کی انفرادیت اور قومی وجود کا دارومدار ہوتا ہے، اس لیے کسی قوم کی تہذیب کے سارے اجزاء دوسری قوم کے لیے قابل قبول نہیں ہوتے، اگر وہ قبول کرے گی تو وہ اس قوم میں ضم ہو جائے گی، اور اس کا قومی وجود ختم ہو جائے گا۔ اس لیے تہذیبی لین دین میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ کسی قوم کے لیے دوسری تہذیب کے کون سے اجزاء قابل قبول ہیں اور کون سے قابل رد، مفید اور صالح اجزاء کے قبول کرنے سے تہذیبی ترقی اور قومی زندگی میں استحکام پیدا ہوگا اور منظر اور قومی مزاج کے خلاف عناصر کے قبول کرنے سے قومی انفرادیت ختم ہو جائے گی، مسلمانوں کا سابقہ مختلف تہذیوں سے رہا اور انہوں نے بڑی کشادہ دلی سے ان کی مفید چیزیں قبول کیں حتی کہ جن قوموں کو انہوں نے مغلوب کر لیا تھا ان سے بھی تہذیبی استفادہ کیا، چنانچہ حکومت کے اداروں کی تنظیم اور معاشرتی نفاستوں میں ایران وروم سے علوم وفنون میں یونان ہندوستان اور دوسرے ملکوں سے فائدہ اٹھایا، ہندوستانی معاشرت سے تو اتنے متاثر ہوئے کہ ان کی زندگی کا کوئی شعبہ بھی اس سے خالی نہیں ہے، مگر اس پر اپنی تہذیب کی ایسی چھاپ لگا دی کہ وہ اسلامی تہذیب کہلانے لگی، اور اس کو ایسا نکھارا کہ وہ اپنے دور کی معیاری تہذیب بن گئی جس کو دوسری قومیں فخریہ اختیار کرتی تھیں مگر اس اخذ واستفادہ میں اپنے عقائد وافکار اور قانون وشریعت کو بڑی حد تک محفوظ رکھا، اور ہر زمانہ میں ایک جماعت ایسی موجود رہی جو ان چیزوں کو بیرونی اثرات سے پاک کرتی رہی جس سے ان کا کلچر جس پر ان کے ملی تشخص کا مدار تھا، بڑی حد تک محفوظ رہا۔

لیکن مغربی تہذیب کے سامنے انہوں نے سپر ڈال دی، اس کا سبب سیاسی زوال کے ساتھ ان کی اخلاقی پستی اور علم وفن سے تہی دامنی تھی، ایک زمانہ میں انہوں نے مغربی قوموں کو علم فن اور تہذیب وتمدن کا سبق پڑھایا تھا، پھر ان پر ایسا زوال آیا کہ حکومت کے ساتھ علم وفن اور اخلاقی فضائل بھی ان سے رخصت ہو گئے، اسی زمانہ میں مغربی تہذیب کا عروج ہوا، اور اس نے جدید علوم کی فوج صنعتی ایجادات کے اسلحہ اور سائنس کی قوت کے ساتھ مشرق پر یلغار کی، مسلمانوں کے ایک طبقہ نے جو اس کے مقابلہ کے صحیح طریقوں سے واقف نہ تھا، قدیم حصار میں محصور رہنے ہی میں عافیت تھی اور بلا امتیاز خوبی وخرابی اس کی ہر چیز کی مخالفت کی، اس سے یہ طبقہ تو اس کے اثرات سے محفوظ رہا لیکن مغربی تہذیب کا سیلاب اتنا طاقتور اور ضرورت زمانہ کے مطابق تھا کہ مسلمانوں کی اکثریت نے اس کے سامنے سپر ڈال دی اور عیب وہنر کے امتیاز کے بغیر اس تہذیب کی ہر چیز قبول کر لی۔ مغربی تہذیب کے دو رخ ہیں، اس کے سائنسی علوم ٹکنالوجی صنعت وحرفت، زندگی کے اصولوں پر عمل اس کا روشن اور قابل تقلید رخ ہے جس کے بغیر آج کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی اور اس کی مادہ پرستی فسق وفجور قوت ودولت کی پرستش، اخلاقی اقدار کی پامالی تاریک اور قابل ترک رخ ہے، مسلمانوں نے اپنی پست ہمتی اور تن آسانی سے اس کا تاریک رخ جس میں نفس کے مطالبات کی تسکین کا زیادہ سامان تھا، قبول کیا، اور روشن رخ کی طرف جس کے لیے محنت، جفاکشی اور ایثار وقربانی کی ضرورت تھی بہت کم توجہ کی، اس لیے ان میں مغربی تہذیب کی برائیاں زیادہ اور خوبیاں کم پیدا ہوئیں۔ اگر چہ مغربی اقوام کی یلغار پورے ایشیا پر تھی لیکن مختلف اسباب کی بنا پر اس کا نشانہ مسلمان زیادہ تھے، عیسائیت کو سب سے زیادہ نقصان اسلام اور مسلمانوں سے پہنچا تھا، دونوں میں صدیوں مقابلہ جاری رہا، جنگ صلیبی میں مسلمانوں نے یورپ کی متحدہ طاقتوں کو شکست دی، اور ان کے قدم ایشیا سے اکھاڑ دیئے، اور خود یورپ کے مختلف حصوں کو فتح کر لیا مسلمانوں کی جغرافیائی اہمیت تھی کہ یورپ کے دروازے مراکش سے لے کر ہندوستان تک جو ایشیا میں داخلہ کا راستہ تھا مسلسل اسلامی حکومتیں تھیں، ان کو زیر کئے بغیر ان کے قدم ایشیا میں نہیں جم سکتے تھے، اس لیے ان کی اصل ٹکر مسلمانوں سے تھی، انہوں نے ان کو سیاسی اور ذہنی دونوں حیثیتوں سے مغلوب کرنے کی کوشش کی، ایک طرف ان کی فوجیں مسلمان حکومتوں کو زیر کرنے کی مہم میں مصروف تھیں، دوسری طرف عیسائی مبلغین اور مستشرقین ان کے مذہب پر حملہ آور ہوئے، اور اسلام اور اس کی تعلیمات، قرآن مجید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور اسلامی تاریخ وتہذیب کو علمی رنگ میں اعتراضات کا نشانہ بنایا اور ان کی ایسی تاریک تصویر پیش کی جس سے نہ صرف اسلام اور مسلمان دوسری قوموں میں بدنام ہوں بلکہ خود مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی طرف سے شکوک وشبہات پیدا ہو جائیں، اور مذہب سے جو ان کی قوت کا سرچشمہ ہے، ان کا رشتہ کمزور ہو جائے اس کے ساتھ جہاں ان کو قدم جمانے کا موقع ملا، انہوں نے نظام تعلیم ایسا بنایا جس سے خود بخود ذہن ودماغ اس کے سانچے میں ڈھل جائیں، اور مسلمان ہر چیز کو انہی کی لگائی ہوئی عینک سے دیکھنے اور انہی کی زبان میں بولنے لگے، اس تعلیم نے ہر اسلامی ملک میں ایک طبقہ پیدا کر دیا جو مغرب کی تقلید ہی میں مسلمانوں کی نجات سمجھتا ہے، لیکن اس زہر کا تریاق بھی مہیا ہوتا رہا، اور تجدد پسندی کے ساتھ ساتھ اسلامی تحریکیں بھی جاری رہیں اور مسلمان علماء ومحققین مستشرقین کے پھیلائے ہوئے اعتراضات کا جواب بھی دیتے رہے، اس سے دوسری قوموں کی طرح مسلمانوں سے مذہب کی چنگاری بجھنے نہ پائی۔

مسلمانوں کو ہر دور میں اس قسم کی آزمائشوں سے گذرنا پڑا، ان کا ایک طبقہ اس سے متاثر بھی ہوا لیکن من حیث القوم وہ اس کو جھیل لے گئے، ابھی مغربی تہذیب کے حملہ سے نجات نہیں ملی تھی کہ اس سے بھی مہیب سیلاب کمیونزم کا امنڈ پڑا جو مغربی تہذیب سے بھی زیادہ خطرناک ہے، مغربی قوموں سے اگر چہ عملاً مذہب ختم ہو چکا ہے، لیکن اس کا نام باقی ہے اور رومن کیتھلک میں اس کا کچھ نہ کچھ اثر بھی موجود ہی کلیسا کا تبلیغی نظام پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے لیکن کمیونزم کی بنیاد ہی الحاد اور بے دینی پر ہے، وہ سارے مذاہب کا دشمن ہے، اور کسی نظام اخلاق کا پابند نہیں، اس لیے اس میں مغربی تہذیب سے بھی زیادہ آزادی ہے اور وہ اس سے بھی زیادہ مذہب کے لیے خطرناک ہے، اور اس کا نعرہ سرمایہ داری کی مخالفت، مزدوروں کی حمایت، اقتصادی مساوات اتنا مؤثر اور دلکش ہے کہ ایک دنیا اس کے سحر میں گرفتار ہے، سرمایہ دار ملکوں میں بھی اس کے قدم پہنچ گئے ہیں، اور نوجوان نسل تو بے سمجھے بوجھے اس کے پیچھے دوڑی چلی جا رہی ہے اور اب کمیونزم میں اتنی طاقت آگئی ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں اس سے خوفزدہ ہیں، اور اس کے مخالفین بھی سوشلزم کا نام لینے پر مجبور ہیں، اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کمیونزم ساری دنیا میں پھیل کر رہے گا لیکن ابھی اس کی عمر بھی کچھ زیادہ نہیں ہے، اور اس کی بنیاد مذہب واخلاق کے بجائے مادیت اور تعمیر کے بجائے تخریب پر ہے، اس لیے نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا آخری انجام کیا ہوگا۔ کمیونزم درحقیقت یورپ کی سرمایہ داری اور اس کی برائیوں کا رد عمل ہے، اس میں بعض خوبیاں بھی ہیں، لیکن اس کی مادیت، الحاد اور انتہا پسندی نے اس کی خوبیوں پر پانی پھیر دیا ہے، اسلام انسانوں میں ادنیٰ واعلیٰ کی تقسیم، جاگیرداری اور ایسی اقتصادی ناہمواری کا مخالف ہے، جس میں ایک شخص قارون بن جائے اور دوسرے کو پیٹ بھر کھانا بھی نصیب نہ ہو، اس نے سرمایہ کے حصول اور ذاتی املاک کو ختم تو نہیں کیا اور مکمل اقتصادی مساوات قائم نہیں کی جو بالکل خلاف فطرت ہے لیکن سرمایہ داری کی ساری خرابیوں کو دور کر دیا، اور سرمایہ پر ایسی قید لگائی اور سرمایہ داروں پر اتنی قانونی پابندیاں اور اخلاقی ذمہ داریاں عائد کر دیں کہ اگر ان پر پورا عمل ہو تو غیر معتدل سرمایہ داری اور غریب وافلاس دونوں کا خاتمہ ہو جائے، افسوس ہے کہ اس مضمون میں اسلامی نظام اقتصادیات پر بحث کرنے کی گنجائش نہیں ہے لیکن اقتصادی مساوات بالکل خلاف فطرت ہے، ایک تعلیم یافتہ، ذہین، خالی دماغ صناع اور سائنس کے ماہر اور معمولی مزدور کی محنت اور اس کے نتائج برابر نہیں ہو سکتے، اس لیے ان میں مکمل اقتصادی مساوات بھی نہیں ہو سکتی، دونوں کو مساوی درجہ پر رکھنا ذہین انسانوں کی دماغی صلاحیتوں پر ظلم ہے، اس لیے اب خود کمیونسٹ ان میں ترمیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ کمیونزم کی سب سے بڑی خرابی اس کی مادیت، الحاد اور کلمیت پسندی ہے، بظاہر وہ انسانی آزادی کا مدعی ہے لیکن حقیقتاً بدترین قسم کا استبدادی نظام ہے، جس میں انسانی ذہن ودماغ پر بھی پابندی ہے، سویٹ یونین میں کمیونزم کے خلاف کچھ سوچنے اور حسن نیت کے ساتھ بھی اس پر تنقید کی اجازت نہیں، اس کی سزا جلاوطنی یا قتل ہے، چنانچہ دیش کے بڑے بڑے مفکرین اور صاحب علم وقلم اس استبداد کی بھینٹ چڑھ گئے، اس لیے کمیونزم دوسری خرابیوں کے ساتھ انسانی ذہن ودماغ کے لیے بھی خطرہ ہے، مگر اس کا سیلاب اتنا تند وتیز ہے کہ دو قوتیں جو اس کی مخالف ہیں، اس کو روکنے کی تدبیروں کے ساتھ ساتھ اس سے مفاہمت پر بھی مجبور ہیں، اس لیے اہل مذاہب ہی اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں، اور یہ ان کا اخلاقی وانسانی فریضہ ہے، لیکن اس زمانہ میں مذہب کا اثر اتنا کم ہو چکا ہے کہ اس کے ماننے والوں کو بھی مذہب کے موافق ومخالف تحریکوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، اور وہ ہر ہوا کے ساتھ ہو جاتے، اور ہر قالب میں ڈھل جاتے ہیں اور اس گئی گذری حالت میں مسلمان ہی اس کے مقابلہ کے لیے کھڑے ہو سکتے ہیں، اس لیے کمیونزم کا اصل مقابلہ اسلام اور مسلمانوں سے ہے جیسا کہ کمیونسٹوں کے بیانات بھی اس پر شاہد ہیں۔ اس پہلو کے علاوہ کمیونزم اور مسلمانوں کے درمیان مخالفت کے سیاسی وجوہ بھی ہیں مسلمانوں سے روس کا مقابلہ اور ان میں اختلاف مدتوں سے چلا آ رہا ہے، روسی ترکستان کا پورا علاقہ آزاد تھا جس میں کئی کروڑ مسلمان ہیں، یہ علاقہ صدیوں سے اسلامی علوم اور اسلامی تہذیب وثقافت کا مرکز چلا آ رہا تھا۔ اور اس کی خاک سے بڑے بڑے ائمہ اسلام پیدا ہوئے، روس اپنے پہلو میں اس کا وجود کس طرح گوارا کر سکتا تھا، چنانچہ اس کو سویٹ یونین میں ضم کر کے اپنے قہر واستبداد اور ملحدانہ نظام تعلیم کے ذریعہ نئی نسل کو بالکل مسخ کر دیا، مذہب کی پرانی یادگاروں میں کچھ بوڑھے رہ گئے ہیں جن سے اسلام کا نام زندہ ہے، لیکن روس کی ساری کوششوں کے باوجود اسلام کی چنگاری بجھ نہیں سکی ہے، اور ایک طبقہ میں اپنی اسلامی قومیت کا احساس باقی ہے، جو ممکن ہے آئندہ چل کر بھڑک اٹھے اور روس کے پنجے سے رہائی حاصل کرنے کی کوشش کرے جن سے روس بھی فکرمند ہے اور اس چنگاری کو بھی بجھا دینا چاہتا ہے۔ افغانستان، ایران اور ترکی روس کے ہم سرحد ہیں، افغانستان کا بھی کوئی شمار نہیں رہا، اس لیے روس کے لیے ناقابل توجہ رہا اور اب تو وہ اس کا ضمیمہ بن گیا ہے، لیکن ایران اور ٹرکی مدتوں اس کے حریف رہے اور ان میں بڑے بڑے معرکے ہوئے، لیکن روس ان کو زیر نہ کر سکا، اب بین الاقوامی حالات نے ان کو مصالحت پر مجبور کر دیا ہے، لیکن اب بھی ان کے دل ایک دوسرے سے صاف نہیں ہیں اور ان میں سے کوئی بھی روس سے مطمئن نہیں ہے، کمیونزم کا دوسرا مرکز چین ہے، اس نے بھی چینی ترکستان کے مسلمانوں کے ساتھ جن کی کچھ مذہبی اور تہذیبی اہمیت تھی وہی سلوک کیا جو روس نے روسی ترکستان کے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا، لیکن خاص چینی مسلمانوں کی بھی کوئی سیاسی تاریخی اور تہذی اہمیت نہیں رہی، وچین کے رنگ میں بالکل رنگے ہوئے تھے، اس کے باوجود ان میں اسلام کے جو اثرات بھی تھے، چین نے ان کو بڑی بے دردی سے مٹایا اور لاکھوں چینی مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا، روس اگر چہ اسرائیل کے مقابلہ میں عربوں کا حامی اور ان کا مددگار ہے، لیکن یہ حمایت عربوں سے اخلاص کی بنا پر نہیں، بلکہ مشرق وسطی میں امریکن اثرات کے مقابلہ کے لیے ہے، اور یہ اسرائیل کے قیام کے جرم میں وہ بھی برابر کا شریک ہے فلسطین میں زیادہ آبادی روس کے یہودی مہاجرین کی ہے جس کا سلسلہ اب تک قائم ہے اور آج بھی روس اسرائیل کو ختم کرنا نہیں چاہتا، بلکہ ایک حد کے اندر قائم رکھنا چاہتا ہے، اسی لیے عربوں کی اپنی امداد سے گریز کرتا رہا جس سے عرب اسرائیل کو زیر کر سکیں اور اب تو روس کی خود غرضی کھل کر سامنے آگئی ہے اور سادات اس کو چھوڑ کر امریکہ سے تعلقات پیدا کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ درحقیقت روس کی حمایت وہمدردی بھی شہرہ سے خالی نہیں ہے، وہ اس کا معاوضہ کمیونزم کا نظام یا کم سے کم اس کے اثرات قبول کرنے کی شکل میں وصول کرتا ہے، چنانچہ جس ملک میں بھی روس کے قدم پڑے ساتھ ساتھ کمیونزم کے اثرات بھی پہنچ گئے، ناصر کے زمانہ میں مصر میں بڑی تیزی سے کمیونزم پھیل رہا تھا جس کو سادات نے روکا۔

اردو شاعری پر قرآنی تلمیحات کا اثر

مولانا محمد علاء الدین ندوی

قرآن کریم ایک آسمانی کتاب ہے اور عربی زبان میں نازل ہوئی، ہماری اردو زبان پر اس آسمانی مذہب اور اس کی زبان عربی کا سب سے گہرا پرتو پڑا ہے، جس کی وجہ سے اردو زبان کے اندر کائنات کو سمو لینے کا حوصلہ پیدا ہو گیا ہے، اس کے وسیع ظرف میں عربی کے علاوہ فارسی، ہندی، انگریزی اور متعدد زبانیں ہم رشتہ و ہم رنگ ہیں، اس کی پیدائش سرزمین ہند کی زرخیز زمین میں ہوئی ہے، اس کی قبائے رنگین کا تانا بانا عربی ہے، جس میں فارسی کے گل و بوٹے بچے ہیں، انگریزی نے اسے دو آتشہ کیا ہے اور گنگ و جمن کے پانی نے اسے پروان چڑھایا ہے۔

لیکن عربی و فارسی اور بھاشا کا اثر نسبتاً دوسری زبانوں سے بہت زیادہ پڑا۔ (مذہب وشاعری ڈاکٹر اعجاز حسین ص۶۶، ماخوذ از ڈاکٹر مصاحب علی ص۱۲۰)

اس کو بقائے حیات کی ضمانت ان ادبی تقاضوں سے ملی جو اس کے دامن بسط و کشاد میں روایات، رمزیات، اشارات، تلمیحات تشبیہات، استعارات، کنایات، تہذیبی و تمدنی ادبیات اور قومی و مذہبی افادات سے حاصل رہی ہے، اردو کے بوستان ہزار رنگ میں تلمیحات کی حیثیت ان پھلواریوں کی ہے جن کی خوشبو اردو ادب کے قاری کے مشام جاں کو معطر کر جاتی ہے، روح کو تازگی اور جمالیاتی حس کو دو آتشہ بنا جاتی ہے، ان تلمیحات کے آئینہ میں گزرے لوگوں کی کہانیاں ابھرتی ہیں، قابل فخر کارناموں پر روشنی پڑتی ہے، تاریخ انسانی کے بے کراں سمندر کو کوزے میں بند کرتی ہے۔ تلمیح کی تعریف یوں کی گئی ہے۔ کسی معروف قصے، کہاوت، قرآنی آیت، حدیث، تاریخی واقعہ یا مخصوص اصطلاح کی طرف اشارہ کرنا'' اس تعریف کی وضاحت ڈاکٹر وحیدالدین سلیم کے ان جملوں سے ہوتی ہے۔ ''زبان کے ابتدائی دور میں سادہ خیالات اور معمولی چیزوں کے بتانے کے لئے الفاظ بنائے گئے ہیں، رفتہ رفتہ انسان نے ترقی کا قدم آگے بڑھایا، لمبے لمبے قصوں اور واقعات و حالات کی طرف خاص خاص لفظوں کے ذریعے سے اشارے ہونے لگے، جہاں وہ لفظ زبان پر آئے فوراً قصے یا واقعے آنکھوں کے سامنے آ گئے، جن کی طرف وہ اشارہ کرتے ہیں، ایسے تمام اشارے تلمیح کہلاتے ہیں۔'' (افادات سلیم ماخوذ اسلامی تلمیحات ص۔۱۴۶)

علامہ شبلی اور دیگر محققین کے خیال میں دراصل تلمیح معانی کی ترسیل اور خیال کے ابلاغ کا ایک سانچہ ہے، جو کنایہ آمیز الفاظ یا کسی قصہ طلب واقعہ کی طرف اشارہ کرنے کا نام ہے مگر ضروری نہیں کہ کلام میں اشارہ لفظاً موجود ہو۔ جب ہم کسی کنایہ آمیز لفظ کو تلمیح کے سانچے میں ڈالتے ہیں تو ہمارے ذہن میں معانی جھلملانے لگتے ہیں، خیالات کے نور کا ایک جھماکا ہوتا ہے اور مشار الیہ واقعہ روشن و منور ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صدیقی ندوی کہتے ہیں:

''تلمیح وہ انداز کلام ہے جس میں کسی خیال کی ادائیگی کے لئے لطیف انداز میں کسی واقعے، قصے، داستان، مثل، اصطلاح یا آیات و احادیث سے کوئی مرکب تعبیر اخذ کی گئی ہو، یا کوئی لفظ تراشا گیا ہو یا شعر (کلام) ان کا مجموعی مفہوم ہی اس نوعیت کا ہو کہ ذہن کے کسی واقعے، قصے، داستان، مثل، اصطلاح یا آیت و حدیث کی طرف منتقل کر دے، تلمیح کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کلام میں اشارہ لفظاً موجود ہو، بلکہ معانی و مفہوم کے اعتبار سے بھی اگر اشارہ پایا جا رہا ہے تو ایسے کلام کو بھی تلمیح میں شمار کیا جائے گا، بلکہ میں زیادہ لطیف و بلیغ تلمیح ہو گی، کیونکہ اس میں استعارہ کی شان پیدا ہو جائے گی۔''

مثلاً:

پھر ابالتی رہی ایک ماں تمام رات
بچے فریب کھا کے چٹائی پہ سو گئے

پورا شعر ایک خوبصورت تلمیح ہے، مگر اس میں لفظوں میں کوئی اشارہ موجود نہیں، بلکہ تاریخی واقعہ ہی تاریخ کی بنیاد ہے۔ یا کسی نے کہا ہے

محبت نے کی دل میں وہ آگ روشن
کہ ہم ہو گئے جسم خاکی سے نوری

تلمیح کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ ایک لفظ کے اشارے سے صدیوں پرانی تہذیب، روایات، تاریخی واقعات آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگتے ہیں اور انسانی تہذیب و ثقافت کی نیرنگیاں سامنے آ جاتی ہیں، یہ بات ہمیں زبان کے محاوروں سے بھی حاصل ہوتی ہے، تب ہی تو تلمیحات اور کہاوتوں میں گہرا ربط ہوتا ہے، دونوں ہی لباس ادب کو آراستہ کرتے ہیں، معانی میں گہرائی پیدا کرتے ہیں اور اسلوب میں قوس و قزح کا رنگ بھر دیتے ہیں۔ ذرا سوچئے کہ آپ نے طوفان نوح'' کہا اور عذاب الٰہی کے قہر کے نتیجے میں تند و تیز سیلابی طوفانوں کا شور، ہیبت ناک موجوں کا زور، اور اس میں پورے انسانی تمدن کا تنکوں کی طرح سے بہنے کا تصور آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے، یا آپ نے ''صور اسرافیل'' کہا اور ذہن میں ایک خوفناک منظر ابھرتا ہے جہاں زمین بھونچال سے لرز رہی ہوتی ہے، آسمان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتا ہے، ستارے، کہکشائیں اور شمس و قمر بے نور ہو جاتے ہیں، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح سے اڑنے لگتے ہیں، سمندروں میں آگ لگی ہوتی ہے، جہاں انسان مبہوت، حیران اور مدہوشی کی کیفیت میں پڑا نظر آتا ہے ..

تلمیح علم بیان کی صنعت ہے، مگر ادب کے وسیع تناظر میں اس کی سب سے بڑی افادیت یہ ہے کہ وہ طویل قصوں کہانیوں اور تاریخی واقعات اور قرآنی و حدیثی افادات کو ایک دو لفظ کی مدد سے بیان کر کے تفصیل کے بار گراں سے بچا لیتی ہے۔ یہ قوموں کے عروج و زوال کی غمازی کرتی ہے، ایک تلمیح اشارے کے حوالے سے قرنوں کا سفر لمحوں میں طے کرتی ہے، یہ ادبی ذخیرے کو مالا مال کرتی ہے، اس کی مقبولیت میں اضافہ کرتی ہے اور شعر و ادب میں سرور و شادمانی کی لہر میں دوڑا دیتی ہے، یہ ادائے معانی کا نیا قالب (ڈھانچہ) دیتی ہے اور اسلوب میں اچھوتا پن، جدت اور سحر پیدا کر دیتی ہے، اور صرف کسی ایک تلمیحی لفظ کے اندر معانی کا بحر بیکراں پیدا ہو جاتا ہے۔ پروفیسر وحیدالدین سلیم نے یوں اظہار خیال کیا ہے۔

''بلاغت کے معنی یہ ہیں کہ کم سے کم الفاظ سے زیادہ سے زیادہ معنی سمجھے جائیں، یہ بات جس قدر تلمیحات میں پائی جاتی ہے الفاظ کی دیگر اقسام میں نہیں پائی جاتی ہے (اسی لئے) جس زبان میں تلمیحات کم ہیں یا بالکل نہیں ہیں وہ بلاغت کے درجہ سے گری ہوئی ہے۔'' (افادات سلیم ص۱۱۳)

لیلیٰ و مجنوں کی جنوں خیز داستان عشق کو مرزا غالب نے ذیل کے شعر میں تلمیح کے سہارے کس خوبصورتی سے سمو دیا ہے ملاحظہ ہو۔

میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسد
سنگ اٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

تلمیح ہماری قومی و تہذیبی شناخت ہے، یہ ان قدموں کی چاپ اور قدروں کی یادگار ہے جو تاریخی حقائق، سچے واقعات اور فرضی و افسانوی کہانیوں اور دیو مالائی تصورات کا مجموعہ ہیں، اس کے دامن میں عوامی مشہور واقعات بھی ہیں اور اسلام جیسے سچے دین کی تعلیمات کا عکس بھی، یہ تلمیحات اردو ادب کا حسن ہیں، جس نے خیال کو پر بہار اور اسلوب کو سحر طراز بنا دیا۔ ہم ذیل میں مشتے نمونہ از خروارے کلام الٰہی اور عربی زبان و ادب کے عظیم شاہکار قرآن کریم سے ماخوذ تلمیحات کے نمونے پیش کرتے ہیں جن سے حق، خیر اور جمالیاتی قدریں اجاگر ہوں گی، ہم اسلامی ادب کے حدود میں رہتے ہوئے اس کے قدروں کی ترجمانی کی کوشش کریں گے، اور البتہ ان شعراء کے کلام سے گریز کریں گے جو اپنی تلمیحات میں نکتہ آفرینی اور نکتہ رسی دکھانے کے شوق میں تحقیر کے حدود تک جا پہنچے ہیں۔

(ا) تلمیحات آدم:

انسانوں کی مورث اعلیٰ حضرت آدم کی تخلیق ملأ اعلیٰ کا عظیم واقعہ تھا، جسے خالق کائنات نے خود اپنے دست قدرت سے انجام دیا تھا، اسے سنوارا تھا اور اس کے سر پر خلافت ارضی کا تاج رکھا تھا، جب فرشتوں کو اس کے سامنے سجدۂ تعظیمی کا حکم دیا تو ملائکہ سر بہ سجود ہو گئے مگر شیطان انکاری ہوا۔ سکون دل و جان اور رفاقت کے لئے حوا پیدا کی گئیں، دونوں جنت کے باسی ٹھہرے، حکم الٰہی ہوا شجر ممنوعہ کے پاس نہ بھٹکیں، امر الٰہی کی سرتابی ہوئی، نتیجتاً زمین کی طرف ہجرت کروائے گئے، نسل انسانی کی ابتدا ہوئی، جہان فانی کی آبادی کا سامان ہوا، ملکی اور بہیمی عناصر کا ظہور ہوا، امانت و خلافت کی بار گرانی پہلے ہی ڈالی جا چکی تھی، اب اس زمینی مخلوق کو حق و باطل اور رفعت و پستی کے امتحان گاہ میں رہنا تھا، قصۂ آدم و حوا اردو شاعری، کے در و بام تک پہنچا تو آدم و حواء، عظمت آدم، تخلیق آدم، خلافت آدم، جلوۂ آدم، گناہ آدم، بہشت آدم، خروج آدم، ملائکہ، سجدۂ ملائکہ، جو، گندم اور قابیل و ہابیل جیسی تلمیحات میں ڈھل گیا۔ شعراء نے ان تلمیحات کے حوالے سے اپنے کلام کو حسین، دلربا اور اثر انگیز بنایا اور ان کے سہارے خیالات کے نئے گلشن کھلائے، آدم کی چند قرآنی تلمیحات ملاحظہ ہوں۔ اقبال کہتے ہیں۔

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں — کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے

سودا کی خیال آفرینی گوش گذار ہو:

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا — کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

ابلیس کے انکار پہ اقبال فرماتے ہیں:

حرف استکبار تیرے سامنے ممکن نہ تھا — ہاں مگر مشیت میں نہ تھا میرا سجود

آتش کہتے ہیں:

اولاد سے ہے اب تک خصومت وہی باقی — ابلیس سا بھی دشمن آدم نہیں دیکھا

اقبال کے کلام میں شجر ممنوعہ کے کھانے کا انجام۔

شجر ہے فرقہ آرائی تعصب ہے ثمر اس کا — یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نکلواتا ہے آدم کو

غالب کی نکتہ رسی مگر مسخرہ پن ملاحظہ ہو:

نہ کھاتے گیہوں نکلتے نہ خلد سے باہر — جو کھاتے حضرت آدم یہ بیسنی روٹی

خلد سے نکل کر دنیا آباد کرنے چلے تو یہاں لڑائی جھگڑے اور فتنہ و فساد کا سلسلہ بھی رونما ہوا اور قتل تک کی واردات پیش آ گئی، آدم کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل کا تذکرہ سورۃ المائدۃ میں تفصیل سے آیا ہے اور خود قرآن نے قابیل کو شر و فساد کا علمبردار اور قتل انسانی کا موسس و بانی قرار دیا ہے جبکہ ہابیل کے شریفانہ کردار کو اجاگر کیا ہے، شعراء نے قابیل کی تلمیح کو رشتۂ اخوت کو پارہ پارہ کرنے والا اور خون ناحق بہانے والا منفی کردار کے رنگ میں پیش کیا ہے، فسادات کے پس منظر میں ہیرانند سوز کی تلمیح کی خوبصورتی کی داد دیجئے۔

اپنے ہی گھر کے کر دئے آنگن لہولہو — ہر شخص میرے شہر کا قابیل ہو گیا

حضرت آدم کو دنیا میں بھیجتے ہوئے خلافت و امانت کی ذمہ داری دی گئی کہ وہ اپنے پروردگار کی بالادستی تسلیم کرتے ہوئے اس کی اطاعت کریں اور دنیا میں اسی کے کلمے کے جھنڈے کو بلند کریں، اس بار امانت کی پیش کش زمین و آسمانوں کو بھی کی گئی مگر امتحان میں اترنے کے لئے اور خدا کی طرف سے دیے جانے والے سب سے بڑے عہدے کو قبول کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوا۔ آخر کار یہ مشت استخواں اٹھا اور اس ذمہ داری کو قبول کر لیا۔ شعراء کی تلمیح آرائی میں تلمیح مجرد کے اسلوب میں آتش کا شعر سنئے۔

میرے بگڑے ہوئے کاموں کو بنایا تو نے — بار جو مجھ سے نہ اٹھا وہ اٹھایا تو نے
بار عشق اس نے اٹھایا اور میلی کی نہ آنکھ — حوصلہ تو دیکھئے اس مشت خاک بے بنیاد کا

حالی کہتے ہیں:

گو مئے ہے تند و تیز پر ساقی ہے دل ربا — اے شیخ بن پڑے گی نہ کچھ کہے بغیر

اس طرح کے بے شمار مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو شاعری پر قرآنی تلمیحات کا اثر ہے۔

Scanned with CamScanner

اعــــلان مفقــود الخبـــری

معاملہ نمبر ۲۷/۱۳۸۴/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ رام پاڑہ کٹیہار)

صابرین خاتون بنت محمد ادریس مقام وڈاکخانہ پوئے تھانہ کوڑھا ضلع کٹیہار۔فریق اول

بنام

محمد عالم ولد شیخ شفیق مقام شیخ پورہ، رحمت نگر، ڈاکخانہ شری پور، تھانہ بھوانی پور ضلع پورنیہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ رام پاڑہ کٹیہار میں عرصہ دوسالوں سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۱۱؍ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۱؍جون ۲۰۲۲ء روز سنیچر بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۳۸/۴۰۴۳/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج)

نازنین پروین بنت محمد ظفیر مرحوم رحمت نگر موتی باغ، کربلا وارڈ نمبر ۵، کشن گنج۔فریق اول

بنام

محمد آفتاب ولد رحیم مقام وڈاکخانہ برونی ضلع بیگوسرائے۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ کشن گنج میں عرصہ تین سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۶؍ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۶؍جون ۲۰۲۲ء روز سوموار بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۶۸/۵۰۴۰/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج)

نائمہ خاتون بنت الطاف حسین مقام بیر پور طیب پور ضلع کشن گنج۔فریق اول

بنام

شفعُل خندکار ولد طیب علی خندکار، نگر گوپال گنج ڈاکخانہ سیپ پور سیتل کوچی ضلع کوچ بہار۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج میں عرصہ دوسالوں سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۲؍ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۲؍جون ۲۰۲۲ء روز جمعرات بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۸۱/۲۴۷۳۲/۱۴۴۳ھ

صنوبر کوثر بنت محمد مظہر امام مقام انصار نگر نزد گاندھی میرج ہال نوادہ۔فریق اول

بنام

محمد تنویر باری ولد محمد منظر باری غوث نگر بھرا، ڈاکخانہ چاس ضلع بوکارو جھارکھنڈ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں عرصہ چھ سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۸؍ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۸؍جون ۲۰۲۲ء روز بدھ بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۸/۱۹۶۸/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ آزادنگر، ڈھاکہ مشرقی چمپارن)

رزینہ خاتون بنت اشرف علی مقام پکنہاں پلوا، رام گڑھوا، ضلع مشرقی چمپارن۔فریق اول

بنام

جمرالہدیٰ ولد اسرائیل میاں مقام نوکاٹولہ ہردیا، رکسول ضلع مشرقی چمپارن۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ آزادنگر ڈھاکہ مشرقی چمپارن میں غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۹؍ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۹؍جون ۲۰۲۲ء روز جمعرات بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۴/۶۲۵/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون)

گلشن آرہ بنت محمد مرتضیٰ انصاری مرحوم رسول باغ ڈاکخانہ وتھانہ کارا ضلع اورنگ آباد۔فریق اول

بنام

محمد اسلم علی ولد محمد علی مرحوم روڈ نمبر ۱۸، کرلا، ڈاکخانہ پہاڑی کرلا، ایسٹ ممبئی ۰۷۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون ضلع روہتاس میں غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۸؍ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۸؍جون ۲۰۲۲ء روز بدھ بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۵۵/۲۹۸۰/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج)

خدیجہ خاتون بنت عبدالرحیم مقام کوئی لارا، رساکھوا، تھانہ کرندیگھی ضلع اتر دیناج پور۔فریق اول

بنام

محمد صنوبر ولد محمد علیم الدین مرحوم مقام موتی باغ کربلا ڈاکخانہ، تھانہ وضلع کشن گنج۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن میں غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۹؍ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۹؍جون ۲۰۲۲ء روز جمعرات بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۶۰/۲۰۱۰/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ڈھاکہ مشرقی چمپارن)

شبانہ انجم بنت محمد مصطفیٰ مقام پر ابازید، ڈاکخانہ ڈھاکہ ضلع مشرقی چمپارن۔فریق اول

بنام

رضی حیدر ولد عزیز الحق مقام پر ابازید ڈھاکہ ضلع مشرقی چمپارن۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ڈھاکہ مشرقی چمپارن میں عرصہ پانچ سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۹؍ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۹؍جون ۲۰۲۲ء روز جمعرات بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

شہد کی افادیت

پروفیسر ڈاکٹر سید فضل اللہ قادری

دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا خطہ وعلاقہ ہو جہاں کے باشندے شہد کے نام سے ناواقف ہوں، حقیقت تو یہی ہے کہ شیرینیت کی لذت سے آشنائی پہلے پہل شہد کے استعمال سے ہی ہوئی ،وہ زمانہ جس وقت کہ شکر سازی، گڑ سازی کی صنعت کا وجود نہیں تھا، شہد ہی اہم ترین شیرینی تھی، جو استعمال کی جاتی تھی؛ لیکن جب صنعتی انقلاب آیا اور دیگر صنعتوں کے وجود کے ساتھ ساتھ شکر سازی کی صنعت معرض وجود میں آئی اور وہ بہ آسانی بازاروں میں دستیاب ہونے لگی تو شہد کے استعمال کی جانب سے توجہ ہٹنی شروع ہوگی؛ کیوں کہ اس کا حصول مشکل ہونے کے ساتھ ساتھ قوت خرید بھی کم ہونے لگی اور آہستہ آہستہ لوگ اس کی لذت کو بھول گئے، یہاں تک کہ اس کی والی افادیت بھی ذہنوں سے اوجھل ہوتی چلی گئی، استعمال متروک تو نہیں ہوا، لیکن کم ضرور ہوگیا، جب کہ حقیقت یہی ہے کہ صحت کے نقطۂ نظر سے دیگر تمام شیرینیوں میں مضرت کا اندیشہ موجود ہے اور تحقیقات اس امر پر شاہد ہیں کہ دانتوں کی خرابی، معدہ وجگر پر اس کے مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں، قدرت نے اپنے فضل وکرم سے اسے انسانوں کے لیے ایک ممتاز نعمت کی حیثیت سے پیدا کیا اور "فیہ شفاء للناس" کے الفاظ سے نوازا گیا، شہد کی افادیت میں جہاں بے شمار نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے، وہیں سورۃ النحل میں شہد کی مکھیوں کے پورے نظام حیات کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے، مکھیوں کو حکم دیا گیا اور کہا گیا کہ لوگوں کے لیے تندرستی ہے اور ان لوگوں کے لیے اس میں نشانی ہے جو غور وفکر کی استعداد رکھتے ہیں اور اسی سورۃ میں دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے کہ پہاڑوں، درختوں اور مکانوں میں اپنے چھتے بناتی پھرے، پھر ہر پھول پھل سے رس چوس کر ہلکے پھلکے پرواز کرکے پہنچ جایا کرے، اب اس کے شکم سے طرح طرح کا مشروب (شہد) خارج ہونے لگتا ہے، جس میں لوگوں کے لیے شفاء امراض کی خاصیت بھری ہوئی ہے، اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے نشانی موجود ہے۔

شہد کا ذکر طب نبوی میں بھی ملتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو چیزوں سے صحت حاصل کرو، شہد اور قرآن کریم سے۔اس حدیث سے جو چیز واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ شہد صحت انسانی کے لیے تریاق ہے، امراض جسمانی کے لیے ایک تیر بہدف دوا ہے اور قرآن روحانی بیماریوں کے ازالہ کا سرچشمہ ہے اور دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی کا ضامن ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص تین دن مسلسل شہد استعمال میں لائے، اسے کوئی بڑی بیماری لاحق نہیں ہوگی، درد شکم (Atedoninal Pain) اور اسہال کی بیماری میں آپ نے بار بار ایک صحابی کو اس کے استعمال کی ہدایت کی آپ کو بخوبی علم ویقین تھا کہ اللہ تعالی نے "شفاء للناس" فرمایا ہے اور اس کے جامع خواص کی جانب رہنمائی کیجیے۔

طب یونانی طریقہ علاج کا انحصار انہیں نباتاتی پودوں پر ہے اور شہد کی مکھیاں انہیں کا رس چوس کر شہد کی شکل دیدیتی ہیں، لہذا اس کی دوائی افادیت تسلیم شدہ ہے اور یہ صفت پودوں اور پھلوں کی بدولت ہی پیدا ہوتی ہے اور شہد ان ہی ذرات سے مرکب ہوتا ہے، یہی ذرات زیرک وباشعور مکھیوں کے ذریعہ سے یکجا ہوکر ان کے چھتوں میں شہد کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، شہد کی مکھیاں پھولوں، پودوں سے تین قسم کے اجزاء حاصل کرتی ہیں، ایک حصہ شہد کی شکل میں تبدیل ہوتا ہے، دوسرا مکھی کی غذا بن جاتا ہے اور تیسرا ان کے مسکن کی تعمیر میں کام آتا ہے، جس قسم کا پھول چوستی ہے، اسی قسم کا شہد تیار ہوتا ہے۔

طب قدیم کی کتابوں میں شہد کا تذکرہ موجود ہے اور اطباء قدیم نے اپنے تجربات ومشاہدات کو قلمبند کیا ہے اور نہایت تفصیل کے ساتھ اس کی ماہیت، افادیت افعال وخواص کا تذکرہ کیا گیا ہے، بقراط نے اس کا طبی استعمال لکھا ہے، شیخ الرئیس نے طبی افعال وخواص لکھے ہیں اور لکھا ہے کہ اگر شہد کو گرم کرکے روغن گل ملا کر پلایا جائے تو کیڑے مکوڑے کے ڈنک مارنے سے جو زہریلے اثرات جسم پر مرتب ہوتے ہیں، مفید ہے اور افیون کا تریاق ہے، اس کے ذریعہ قے کرنا زہر کی سمیت کو دور کرتا ہے۔

شہد کے دوائی اثرات:

طبی افعال کے اعتبار سے یہ سریع الہضم (Capable of digested) ہے، فوراً ہی جزء بدن ہوجاتا ہے، توانائی پیدا کرتا ہے، بچوں کی آنتوں کے امراض کا نہایت مؤثر علاج ہے، ورزش کرنے کے عادی لوگوں کے لیے بہترین دوا ہے اور توانائی حاصل کرنے کا مناسب ذریعہ ہے، بوڑھوں کے قلب کو تقویت بخشتا ہے، گردہ اسے دیگر شکریات کے مقابلہ زیادہ بہتر طریقہ پر جذب کرتا ہے، لہذا گردہ کے لیے ایک عمدہ دوا ہے، شہد کو بطور تخلخلہ Inhalation استعمال کیا جائے تو دمہ کے مریض کی تنگی تنفس کی کیفیت دور ہوجاتی ہے؛ کیوں کہ شہد میں روغنیات بھی بطور جز شامل ہیں، لہذا اس سے جو بخارات اٹھتے ہیں، وہ پھیپھڑوں میں کشادگی پیدا کرکے سانس لینے کے عمل کو آسان بنادیتے ہیں، جلدی امراض کے لیے بھی بالخصوص زخموں کے لیے بھی نہایت مفید وسودمند ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شہد کی شفابخشی کے اس قدر قائل تھے کہ اپنے زخموں کا علاج شہد ہی کے ذریعہ کیا کرتے تھے، مشہور ماہر نباتات یونانی حکیم پلائسی نے شہد اور روغن ماہی کو ملا کر مرہم تیار کیا۔ڈاکٹر لیوک نے شہد اور روغن ماہی کے آمیزہ کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خراب اور سڑے ہوئے زخموں پر صرف شہد کا استعمال بہت زیدہ مفید ثابت ہوا ہے اور مچھلی کے تیل کو زخموں میں انکور (کونڈ) لانے کے لیے مفید اور کارآمد بتایا ہے۔

کلیجی اور شہد ملا کر مرہم تیار کیا جائے تو چھوٹے چھوٹے زخموں اور جلے ہوئے حصہ پر اس کے استعمال سے بہتر نتیجہ حاصل ہوتا ہے، زخموں کے نشانات بھی ختم ہوجاتے ہیں۔

شہد کی مکھیوں میں بھی دوائی اثر موجود ہے، ان کے کاٹنے کے بعد جو زہریلے اثرات جسم میں پیدا ہوتے ہیں، وہ گھٹیا کے مریض کے لیے سودمند ہے، ان کو پیش کر شہد کے ساتھ ملا کر لگانا آشوب چشم اور مسوڑھوں کے درد کے لیے مفید ہے۔جالینوس کا کہنا ہے کہ اس آمیزے کو سر پر لگایا جائے تو گرے ہوئے بال نکل آتے ہیں، بشکل سفوف سرطان کے لیے مفید بتائی جاتی ہیں۔

انفلوئنزا، ہیضہ، نمونیہ، پیچش، آنتوں اور پیشاب کے امراض، منہ کا آنا، ورم مثانہ (Cystitis) ورم مہبل اور اعضاء جنسی کے ورم پیدا کرنے والے جراثیم کے خلاف شہد کی مدافعتی قوت وصلاحیت کی تصدیق تحقیقی بنیاد پر کی جاچکی ہے، ماءالعسل فالج کے مریضوں کے لیے بہترین دوا ہے۔

شہد قدرے ملین، محلل ریاح، دافع تعفن ہے، مقوی جسم، منفعت بلغم Expectorant ہے، سفوف سہاگہ، نازروت کو شہد کی بتی بنا کر سفوف کا اسیر چھڑک کر کان کے اندر رکھنے سے پیپ آنے کو روکتا ہے، سیلان الاذن Otorrhea کے لیے مفید ہے، بہترین مصفی خون اور امراض قلب کے لیے بھی استعمال نافع ہے، بہترین ملطف Demulent ہے، بچوں کو روغن بید انجیر استعمال کرانے کے لیے یہ ایک نہایت بہتر بدرقہ Vehicle ہے اور اس کا مصلح Corrigent بھی ہے؛ کیوں کہ زیادہ مقدار پیٹ میں مروڑ پیدا کرتا ہے، اس مضرت سے شہد تحفظ فراہم کرتا ہے۔

طب یونانی میں شہد کی افادیت کے ساتھ ساتھ دواسازی میں بھی اس کو بڑا دخل ہے اور مرکبات میں اس کو خصوصی طور پر شامل کرتے ہیں، اس کی شمولیت ۲ ر بڑے مقاصد کو پورا کرتی ہے، مرکب خراب وفاسد نہیں ہوتا اور ایک عرصہ تک محفوظ رہتا ہے، شہد میں غذائی تاثیر کی موجودگی مریضوں کی غذائی ضرورت کو بھی کسی حد تک پورا کرتا ہے۔

شہد کو اپنا کر قرآن وحدیث میں بتائی گئی خصوصیات سے بھرپور استفادہ کرسکتے ہیں، اطباء کرام کے نزدیک بھی شہد انسانی صحت کو قائم رکھنے کے لیے قدرت کا بہترین تحفہ ہے۔()()()

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

حج کمیٹی کی رکنیت قبول کرنے سے مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی کی معذرت

محکمہ اقلیتی فلاح حکومت بہار نے اپنی نوٹیفکیشن نمبر ۱۲۱۶-۲۰۱۵/۵، حج ۔۱۱/۴مورخہ ۱۴/مئی ۲۰۲۲ء کے ذریعہ مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ کو حج کمیٹی کا رکن نامزد کیا تھا، مفتی صاحب نے رکنیت قبول کرنے سے معذرت ظاہر کرتے ہوئے اپنے مکتوب ۱۸/مئی ۲۰۲۲ میں لکھا ہے کہ "بہار ریاستی حج کمیٹی کے ممبر نامزد کئے جانے کے نوٹیفکیشن کی کاپی آپ کے فرستادہ کے ہاتھوں ۱۵/مئی ۲۰۲۲ء کو شام ۴:۵۰ پر موصول ہوئی، میرے لئے یہ سعادت کی بات ہے کہ عازمین حجاج کی خدمت کے لیے مذہبی نمائندے کی حیثیت سے مجھے منتخب کیا گیا، میں اس کے لیے حکومت بہار کے محکمہ اقلیتی فلاح کا انتہائی شکر گزار ہوں "افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض ناگزیر حالات کی بناء پر میں اس رکنیت کے قبول کرنے سے اپنی معذرت پیش کرتا ہوں، رسمی انسلاک نہ ہونے کے باوجود حسب سابق عازمین حجاج کی خدمت ان شاء اللہ کرتا رہوں گا، مفتی صاحب کے اس فیصلہ کو امارت شرعیہ کے ذمہ داران وقضاہ حضرات نے جرأتمندانہ، دانش مندانہ اور سمع وطاعت کا اعلی نظیر قرار دیا ہے، خصوصاً قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی نے اپنے مکتوب ۶۵۱/۲۰۲۲ مجریہ ۱۶/۵/۲۰۲۲ میں کارکنوں کے نام اپنے خط میں مسرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"اپنی گوناگوں مصروفیات بالخصوص تعلیمی میدان میں اپنی ذمہ داریوں ودیگر اہم شعبوں میں اپنی بے پناہ مشغولیت کی وجہ سے جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے بہار حج کمیٹی کی رکنیت قبول کرنے سے معذرت ظاہر کردی ہے، مجھے ان کے اس عمل سے حد درجہ خوشی ہوئی، یقیناً یہ امارت اور مقاصد امارت سے لگاؤ کی بہترین مثال ہے اور ساتھ ہی حضرت مولانا کے ذریعہ سمع وطاعت کے نظام پر عمل کی تحریک بھی ان کے اس عمل کے ذریعہ ہم سب کو ملی ہے"

مفتی صاحب کے اس فیصلہ پر مولانا شارب ضیاء رحمانی نے کہا کہ "امارت شرعیہ کے پلیٹ فارم سے مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی خدمات قابل ستائش ہیں؛ چوں کہ ان کے ذمہ امارت کی کئی اہم ذمہ داریاں ہیں اس لیے حج کمیٹی کی رکنیت سے ان کا دستبردار ہونا دانش مندانہ فیصلہ ہے، مولانا ضیاء نے مزید کہا کہ ابھی وہ امارت شرعیہ کے نائب ناظم ہیں، نقیب کے مدیر بھی ہیں، نیز امارت کے تحت مکاتب اور مدارس اسلامیہ کے وفاق کے بھی ذمہ دار ہیں، ان اہم ذمہ داریوں کے ساتھ حج کمیٹی کی رکنیت کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا تھا، اس لیے مفتی صاحب کا فیصلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے، مولانا شارب ضیاء صاحب نے مفتی صاحب کے جرأت مندانہ فیصلے کی تحسین کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ چوں کہ ابھی امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم تعلیمی محاذ پر بڑے کام کو لے کر چلے ہیں، جگہ جگہ مکاتب اور تعلیمی اداروں کا جال بچھا رہے ہیں، ایسے وقت میں مفتی صاحب جیسے باصلاحیت رفیقوں کی امارت کو سخت ضرورت ہے، مفتی صاحب نے امارت میں اپنی افادیت کو سمجھا ہے، ادھر حج کے ایام آنے والے ہیں، حج کمیٹی کی ابھی بے پناہ مصروفیت ہونے والی ہے، ظاہر ہے کہ مفتی صاحب پر پہلے سے کافی ذمہ داریاں ہیں، لہذا وہ حج والوں کو وقت نہیں دے پاتے اس لیے انصاف اور عقل کا بھی تقاضہ ہے کہ یکسو ہوکر وہ امارت کے کاموں اور مشن کی توسیع میں مصروف رہیں، مولانا شارب ضیاء صاحب نے اس کے لیے مفتی صاحب کو مبارک باد پیش کی ہے کہ انھوں نے امارت کے کاز کو ترجیح دی کیوں کہ حج کمیٹی میں دوسرے افراد بھی ذمہ داری ادا کرسکتے ہیں؛ لیکن امارت میں مفتی ثناء الہدی قاسمی ایک ہی ہیں۔

دہلی ہائی کورٹ میں نو ججوں کی تقرری

دہلی ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس وپن سانگھی نے تین خواتین سمیت نو نئے ججوں کو عہدہ اور راز داری کا حلف دلایا، جس کے ساتھ ہی دہلی ہائی کورٹ میں اب ججوں کی کل تعداد 44 ہوگئی ہے۔ سپریم کورٹ کالجیم نے آئین ہند کے تحت حاصل اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کئی وکلاء کو دہلی ہائی کورٹ کے جج کے طور پر ترقی دینے کی سفارش کی تھی۔ چیف جسٹس آف انڈیا این وی رمنا کی سربراہی میں کالجیم نے 4 مئی کو ہونے والی میٹنگ کے بعد یہ فیصلہ لیا۔ سپریم کورٹ کالجیم نے تلنگانہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس، جسٹس ستیش چندر شرما کو دہلی ہائی کورٹ کا نیا چیف جسٹس اور دہلی ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس وپن سانگھی کو اتراکھنڈ ہائی کورٹ کا چیف جسٹس مقرر کرنے کی سفارش کی تھی۔ دہلی ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس وپن سانگھی نے آج تارا وشال گنجو، منی پشکرنا، منمیت پریتم سنگھ اروڑہ، وکاس مہاجن، تشار راؤ گیڈیلا، سچن دتہ، امیت مہاجن، گورانگ کنٹھ اور سوربھ بنرجی کو دہلی ہائی کورٹ کے جج کے طور پر عہدہ اور راز داری کا حلف دلایا۔

Volume:62/72,Issue:19 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

وقت کے ساتھ بدلنا تو بہت آساں تھا
مجھ سے ہر وقت مخاطب رہی غیرت میری
(امیر قزلباش)

عدالت عظمیٰ کا تاریخی فیصلہ

بغاوت کے قانون پر نظر ثانی تک روک

ڈاکٹر جی ایم پٹیل

ایک تاریخی فیصلے میں عدالت عظمیٰ نے ۱۱؍مئی ۲۰۲۲ء کو تمام زیر التوا بغاوت کے مقدمات پر روک لگانے کا حکم دیا اور پولیس اور انتظامیہ کو مشورہ دیا کہ وہ قانون کے اس حصہ کا استعمال اس وقت تک نہ کریں جب تک کہ مرکز اپنا جائزہ مکمل نہ کر لیتا، یہ واضح ہے کہ مرکز اس بات سے اتفاق کرتا ہے کہ دفعہ 124-A کی سختیاں موجودہ صورتحال سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں اور یہ اس وقت کیلئے بنائی گئی تھی جب ملک نوآبادیاتی قانون کے تحت تھا، اس طرح مرکز اس پر دوبارہ غور کر سکتا ہے، ہندوستان کے چیف جسٹس "این۔ وی۔ رمنا" نے تاریخی فیصلہ سناتے ہوئے یہ بھی حکم دیا کہ عدالت شہری آزادی کو متوازن کرنے کے لئے ہے اور ریاست کی خودمختاری ایک مشکل مشق ہے، یہ مناسب ہوگا کہ قانون کی اس شق کا استعمال اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ مزید دوبارہ جانچ نہیں ہو جاتی، ہم امید کرتے ہیں کہ مرکز اور ریاست 124A کے تحت کسی بھی ایف آئی آر کو درج کرنے سے باز رہیں گے یا کسی بھی تحقیق کو جاری رکھنے یا نظرثانی تک کوئی بھی زبردستی اقدام اٹھانے سے روکیں گی۔

ملک میں نوآبادیاتی دور کے بغاوت کے قانون کا مضبوطی سے دفاع کرنے اور عدالت عظمیٰ سے اسے للکارنے والی درخواستوں کو خارج کرنے کے لئے کہنے کے بعد درخواست گزاروں نے حکومت کے موقف کی مخالفت کی اور عدالتوں سے استدعا کی کہ بغاوت کو اس وقت تک روک دیا جائے جب تک کہ حکومت کی طرف سے نوآبادیاتی دور کی قانون سازی کا جائزہ ختم نہیں ہو جاتا، عدالت عظمیٰ نے دفعہ 124-A کے آئینی جواز کو للکارنے والی درخواستوں کی سماعت کر رہی ہے، اگر کوئی نیا مقدمہ دائر کیا جاتا ہے تو متعلقہ فریق عدالت اور عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں تاکہ اسے جلد نمٹا جاسکے، مرکز نے تجویز پیش کی کہ آئندہ ایف آئی آر دفعہ 124A (غداری کے الزام) کے تحت پولیس کے اعلیٰ افسر یا اس سے اوپر کے افسر کی جانچ پڑتال کے بعد ہی درج کی جائیں، زیر التوا مقدمات پر عدالتوں کو ضمانت پر تیزی سے غور کرنے کی ہدایت کی جاسکتی ہے، درخواست گزاروں کی طرف سے پیش ہونے والے بزرگ وکیل کپل سبل نے کہا" بھارت بھر میں بغاوت کے ۸۰۰ سے زیادہ مقدمات درج ہیں اور ۱۳؍ہزار شہری جیل کی سلاخوں کے پیچھے قید ہیں"۔

گر دفعہ 124-A کے تحت کوئی نیا مقدمہ درج کیا جاتا ہے تو متاثرہ فریقین کو راحت کیلئے متعلقہ عدالتوں سے رجوع کرنے کی آزادی ہے" عدالتوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ موجودہ حکم کے ساتھ ساتھ یونین آف انڈیا کے واضح موقف کو مدنظر رکھتے ہوئے ریلیف کی جانچ کریں"۔

انفرادی خودمختاری آزادی کی بنیاد ہے، جمہوری ریاستوں میں آزادی اظہار رائے کا حق سب سے اہم 'آزادی' ہے، ایک سماجی وجود کے طور پر ہر شخص کو اظہار رائے کا فطری حق حاصل ہے، بغاوت کا قانون جو کہ حکومت کی تنقید کی سزا کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، آزادی اظہار پر "ٹھنڈا کرنے والا اثر" رکھتا ہے، جو اسے جدید جمہوریتوں میں متروک کر دیتا ہے، جہاں آزادی کا اظہار، اظہار رائے کو موروثی حق کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے، بغاوت کے قانون کو نایاب کا موقع پر استعمال کیا جانا چاہئے، لیکن بدقسمتی سے حکومت نے رائے عامہ کو جوڑ توڑ کیلئے اس کا فائدہ اٹھایا ہے، دفعہ کی طرف سے لگائی گئی پابندی غیر معقول ہے کیوں کہ یہ شہریوں کو حکومت پر صحت مندانہ تنقید کرنے کے حق سے انکار کرتی ہے، حکومت اپنے مفاد کے دفاع کیلئے احتجاج کرنے والی آوازوں کو خاموش کرنے کے لئے بغاوت قانون کا غلط استعمال کرتی ہے، ایسی مثالیں جہاں صحافیوں کو سنسر کیا جاتا ہے، سماجی کارکنوں کو دھمکی دی جاتی ہے، ہندوستان جیسے ملک میں رائے عامہ اور اظہار رائے کے خطرناک مستقبل کی تجویز کرتے ہیں۔

تعزیرات ہند ۱۸۶۰ء کی دفعہ 124-A بغاوت سے متعلق ہے" جو بھی الفاظ کے ذریعے یا تو بولے، لکھے یا اشاروں سے یا ظاہری نمائندگی کے ذریعے، یا دوسری صورت میں نفرت یا تحقیر لانے کی کوشش کرتا ہے، یا جوش یا عدم اطمینان پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، جس کی طرف سے قائم کی حکومت (بھارت) میں قانون کے تحت سزا دی جائے گی، (عمر قید)" یا قید جو کہ تین سال تک ہو سکتی ہے، جس میں جرمانہ شامل کیا جاتا ہے (بھارت) میں قانون کے ذریعے قائم کی گئی حکومت کے تئیں عدم اطمینان پیدا کرنے یا بھڑکانے کی کوشش کرنے پر (عمر قید) کی سزا دی جائے گی، شہریت ترمیمی عمل کے خلاف مظاہروں کے بعد ملک دشمنی کے کل ۲۵، ہاتھرس اجتماعی عصمت دری کیس اور پلوامہ واقعہ کے بالترتیب ۲۲ اور ۲۷ مقدمات درج کئے گئے، اعداد و شمار کے مطابق بغاوت، غداری کے مقدمات کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور کل رجسٹر ہونے والے مقدمات میں تقریباً ۹۶ فیصد ۲۰۱۴ء کے بعد کے ہیں، نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کی طرف سے فراہم کردہ اعداد و شمار بتاتے ہیں کی غداری کے مقدمات ۲۰۱۴ء قریب ۴۷ اور ۲۰۱۹ء میں ۹۳ ہو گئے ہیں جو کہ ۱۹۰ فی صد کا بڑا اضافہ، تاہم بغاوت کے مقدمات درج ہونے کی تعداد میں اضافہ ہونے کے باوجود مقدمے سے سزا میں تبدیلی کی شرح محض ۳۳ فیصد ہے، اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ متعلقہ حکام جیسے کہ پولیس اور ریاستی حکام بغاوت کے قانون کو نامناسب طریقے سے استعمال کر رہے ہیں، جو شہریوں میں خوف یا اندیشہ کا احساس پیدا کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی بھی قسم کی تنقید یا مذمت پر خاموشی اختیار کرنے کا ذریعہ بنتا ہے، قانونی طور پر بغاوت کے قانون کے ساتھ اہم مسائل میں لاتا" یا" بے اطمینانی کو ہوا دینے کی کوشش" کی کئی طریقوں کی تشریح کی جاسکتی ہے اور یہ پولیس اور حکومت کو با اختیار بناتا ہے کہ وہ بے گناہ شہریوں کو ہراساں کریں جو ان کی مخالفت کرتے ہیں ان کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں، بغاوت کے قانون کا استعمال پولیس کے ذریعے شہریوں پر جھوٹے الزام لگانے کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے، کیوں کہ یہ واضح طور پر نہیں بتاتا کہ کون سی کارروائیاں کتنی فتنہ انگیز ہیں اور یہ ایک وسیع خاکہ فراہم کرتا ہے کہ کس چیز کو غداری کے طور پر درجہ بندی کیا جاسکتا ہے۔

حال ہی میں منصف ڈی وائے چندر چوڑ نے حکومت آندھرا پردیش کو تعزیرات ہند کی دفعہ 124-A غداری کے تحت درج دو ٹیلگو "نیوز چینل" کے خلاف سختی کارروائی کرنے سے روکتے ہوئے کہا" ہر چیز غداری نہیں ہو سکتی، یہ وقت ہے کہ ہم اس بات کی وضاحت کریں کہ بغاوت کیا ہے اور کیا نہیں، ایک اور اہم معاملہ میں جموں کشمیر کے سابق وزیر اعلیٰ فاروق عبداللہ کے خلاف دائر کی گئی "پی آئی ایل" میں منصف چندر چوڑ نے کہا" حکومت کی رائے سے اختلاف اور مختلف خیالات کے اظہار کو غداری نہیں کہا جاسکتا"۔

اسی طرح "دشا روی" کے معاملہ میں دہلی ہائی کورٹ کے فیصلے میں واضح طور پر کہا گیا کہ" حکومت شہریوں کو صرف اس لئے سلاخوں کے پیچھے نہیں ڈال سکتی کہ انہوں نے ریاستی پالیسیوں کے اختلاف کرنے کا انتخاب کیا، غداری کے جرم کو وزیر کے ذہنی باطل پر نہیں لگایا جاسکتا، حکومتیں عدلیہ کے یہ فیصلے انگریزی کے ذریعے بغاوت کے قانون کی تشریح سے واضح طور پر ہٹ جاتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے ذریعہ قانون کا کس طرح اندھا دھند غلط استعمال کیا جا رہا ہے، جمہوریت میں شہریوں کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ بحث مباحثہ میں فعال طور پر حصہ لیں اور حکومت کی پالیسیوں پر اپنی تعمیراتی تنقید کا اظہار کریں، تاہم بغاوت کے قوانین نے حکومت کی افسر اعلیٰ کو اختیار دیا ہے کہ وہ مبہم طور پر بیان کردہ شق کو رائے عامہ کو منظم کرنے اور اندھا دھند طاقت کا استعمال کرنے کیلئے ایک آلہ کے طور پر استعمال کرے، ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جب حکومت نے اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے احتجاجی آوازوں کو دبانے کیلئے بغاوت کے قانون کا غلط استعمال کیا ہے، این ڈی ٹی وی کے صحافی 'ونود دوا' کی کووڈ-۱۹ پر حکومت کے ردعمل پر تنقید کرنے اور ۲۲ سالہ 'دشا روی' کی گریٹا تھنبرگ 'ٹول کٹ' معاملہ میں بھارت کے کسانوں کے احتجاج کے بارے میں بہت سے سوالات کو جنم دیا ہے، بغاوت قانون کو انگریزوں نے اختلاف رائے کو دبانے کیلئے استعمال کرتے ہوئے "مہاتما گاندھی اور بال گنگا دھر تلک" جیسے آزادی پسندوں کو قید کیا جنہوں نے نو آبادیاتی انتظامیہ کی پالیسیوں پر تنقید کی، آزادی کے بعد آئین سازوں نے اس نوآبادیاتی قانون کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کیلئے کافی وقت صرف کیا، بغاوت کے قانون کے سخت ترین ناقدین میں سے ایک K.M. منشی ہیں، جنہوں نے دلیل دی کہ ایسا سخت قانون ہندوستان کی جمہوریت کیلئے خطرہ ہے، ان کے مطابق" حکومت پر تنقید کرنا حقیقت میں جمہوریت کا جوہر ہے"۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna # 9473371988

Scanned with CamScanner